زینب

جنوری فروری مارچ ۲۰۱۷

لجنہ اماءاللہ ناروے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سہ ماہی زینب

لجنہ اماءاللہ ناروے کی علمی، تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں کا ترجمان

سر پرستِ اعلیٰ

امیر جماعت احمدیہ ناروے — مکرم ظہور احمد چوہدری صاحب

زیرِ نگرانی

صدر لجنہ اماءاللہ ناروے — مکرمہ سیّدہ بشریٰ خالد صاحبہ

مجلسِ ادارت

نیشنل سیکرٹری اشاعت — محترمہ منصورہ نصیر صاحبہ

نائبہ سیکرٹری اشاعت — محترمہ صدیقہ وسیم صاحبہ

مدیرہ حصہ نارویجن — محترمہ مہرین شاہد صاحبہ

پروف ریڈنگ — محترمہ سعیدہ نعیم صاحبہ

محترمہ طاہرہ زرتشت صاحبہ

محترمہ ثمینہ ظہور صاحبہ

محترمہ طیبہ رضوان صاحبہ

پرنٹنگ — محترمہ شمسہ خالد صاحبہ

شائع کردہ — شعبہ اشاعت لجنہ اماءاللہ

Søren Bulls veien 1

1051 Oslo

Tlf: +47 22322746

FAX: + 47 22320211

فہرست مضامین

القرآن الکریم	2
کلام الامام	3
اداریہ	4
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 30 جنوری 2004ء	5
الٰہی تحریکات۔ تحریک جدید و وقف جدید	14
نظم	17
پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور شرف کلام اللہ	18
منظوم پاکیزہ کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام	21
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات، پیشگوئیاں اور رؤیا و کشوف	22
فلاسفی پانچ اوقات نماز	26
صحت	29
خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ عبادات، صدقات اور استغفار	30
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقفات کی کلاس	32
دھنک کے رنگ آپ کے سنگ	35
انٹرویو محترم زرتشت منیر احمد خان سابق نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے	37
دعائیہ اعلانات	44
رپورٹ نیشنل اجتماع لجنہ اماءاللہ ناروے 2017ء	45
ناصرات کا صفحہ	46

القرآن الکریم

سورۃ البقرہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

1۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَ مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمُ ابۡتِغَآءَ
مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ
کَمَثَلِ جَنَّۃٍۭ بِرَبۡوَۃٍ اَصَابَہَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ
اُکُلَہَا ضِعۡفَیۡنِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡہَا وَابِلٌ
فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲۶۶﴾

266۔ اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لیے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اُونچی جگہ پر واقع ہو اور اسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے، اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّہَارِ
سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ
رَبِّہِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ
یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۵﴾

275۔ وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

(یہ ترجمہ خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمہ قرآن کریم سے لیا گیا ہے)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ : قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِیۡ اثۡنَتَیۡنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَا لًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الۡحَقِّ، وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکۡمَۃً فَھُوَ یَقۡضِیۡ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہیے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔ (حدیقۃ الصالحین: صفحہ۔ 592-593)

کلام الا مام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

مسیح اور مہدی

''اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لیے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لیے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزّل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں''۔ (تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3-4)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

مسیح موعود نام میں مصلحت

''اس زمانہ کے مجدّد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان فلسفہ کو جو مخالفِ قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کے لیے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہوسکتی عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دور کرنے کے لیے ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے''۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام۔صفحہ:341)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

جری اللہ فی حلل الانبیاء

''اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جاویں۔ سو وہ میں ہوں'' ''اسی طرح خدا تعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی میری نسبت یہ وحی مقدس ہے کہ **جری اللہ فی حلل الانبیاء**۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرائیوں میں۔ یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے بھی صفات ہوں ہوں۔ کیونکہ سورۃ الکہف سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 118)

اداریہ:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''**وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ہ**'' (الذّٰریٰت:57)

''اور میں نے جنّ وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار نماز کی اہمیت بیان کرکے اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔'' آنحضرت ﷺ نے بھی بیان فرمایا کہ نماز عبادت کا مغز اور دین کا ستون ہے'' کوئی عمارت ستونوں کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

اسی طرح اگر نماز میں سستی ہو تو آہستہ آہستہ ہر قسم کی برائیاں جو دین سے دور کرنے والی ہوں پیدا ہو جاتی ہیں۔نماز انسان کو ہر برائی سے بچاتی ہے اور اللہ کے قرب کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں بار بار اپنے خطبات میں قیام نماز کی طرف توجہ دلا رہے ہیں آپ فرماتے ہیں ''پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہوسکتا۔جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی رُوح کو نہیں سمجھتے۔پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیے۔'' (خطبہ جمعہ 20 جنوری 2017ء منقول از الفضل انٹرنیشنل 10 فروری 2017ء)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ ''میں یہاں ایسے لوگوں کی دُرستی کرنا چاہتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں نمازوں کے متعلق کہو، نہ پوچھو کیونکہ یہ ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے۔کئی عورتوں کی شکایت آتی ہے کہ اگر ہم اپنے خاوندوں کو توجہ دلائیں تو وہ لڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ یہ بے شک بندے اور خدا کا معاملہ ہے لیکن توجہ دلانا اور پوچھنا نظام جماعت کا کام ہے۔اسی طرح بیویوں کا بھی کام ہے بلکہ فرض ہے۔اگر صرف اتنا ہی ہوتا کہ مرضی ہوتی یا مرضی ہوئی تو پڑھ لوں گا، نہ ہوئی تو نہیں''۔''اگر یہ مرضی پر ہوتا تو پھر آنحضرت ﷺ بیوی اور خاوند کو یہ ارشاد نہ فرماتے کہ جو نماز کے لیے پہلے جاگے وہ دوسرے کو نماز کے لیے جگائے اور اگر نہ جاگے یا سستی دکھائے تو پانی کے چھینٹے مارے۔'' (خطبہ جمعہ 27 جنوری 2017ء منقول از الفضل انٹرنیشنل 17 فروری 2017ء)

آپ نے نظام جماعت کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ''اگر افراد کو توجہ دلانے والا نظام ہی سست ہو جائے یا اپنے کام میں عدم دلچسپی کا اظہار کرنے لگ جائے تو پھر افراد کی اصلاح بھی مشکل ہو جاتی ہے''۔۔۔''لجنہ اماء اللہ کو بھی اس بارے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔بچوں کی نمازوں کی گھروں میں نگرانی کرنا اور انہیں نمازوں کی عادت ڈالنا اور مردوں اور نوجوانوں کو مسجدوں میں جانے کے لیے مسلسل توجہ دلاتے رہنا یہ عورتوں کا کام ہے اگر عورتیں اپنا کردار ادا کریں تو یہ غیر معمولی تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 جنوری 2017ء منقول از الفضل انٹرنیشنل 17 فروری 2017ء)

آنحضرت ﷺ نے نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر تو یہ حساب ٹھیک رہا تو کامیاب ہو گیا اور نجات پالی ورنہ گھاٹا پایا اور نقصان اٹھایا'' (سنن الترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجا حدیث 413 خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جنوری 2017ء)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''نماز ہر مسلمان پر فرض ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں نماز معاف فرما دی جائے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ دیکھو اگر نماز نہیں تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑے ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا اس سے اپنی حاجات کا مانگنا یہی نماز ہے''۔آپ ﷺ فرماتے ہیں۔''نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمدِ الٰہی ہے استغفار ہے اور درود شریف ہے تمام وظائف اور ادعیہ کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔''

(نماز مع ترجمہ و ضروری مسائل۔مرتبہ محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب صفحہ 4/5)

اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں اور سستیوں کو معاف فرمائے کہ ہم اپنی نمازوں کو قائم کرنے والی اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی گزارنے والی ہوں۔آمین ثم آمین

خطبہ جمعہ

30 جنوری 2004ء بمطابق 30 صلح 1383 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

ہر ایک پرہیز گار کو اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا چاہیے

اگر پردے کی اپنی پسند سے تشریح شروع کر دیں تو اس کا تقدّس کبھی قائم نہیں ہو سکتا۔ پردے کی اہمیت کے ضمن میں والدین کی ذمّہ داریاں اور بعض تربیتی اُمور کا پُر معارف بیان

تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ کے بعد سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النور کی آیات 32,31 کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا:

آج کی ان آیات سے جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، سب کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ کس چیز کے بارہ میں مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس مضمون کو خلاصۃً دو تین مرتبہ پہلے بھی مختلف اوقات میں بیان کر چکا ہوں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون کو کھولنے کی مزید ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی بھی بہت سے ایسے ہیں جو اس حکم کی اہمیت کو یعنی پردے کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ کوئی کہہ دیتا ہے کہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لیے کیا صرف پردہ ہی ضروری ہے؟۔ کیا اسلام کی ترقی کا انحصار صرف پردہ پر ہی ہے؟ کئی لوگ کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ فرسودہ باتیں ہیں، پرانی باتیں ہیں، اور ان میں نہیں پڑنا چاہیے، زمانے کے ساتھ چلنا چاہیے۔ گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت معمولی ہے لیکن زمانے کی رَو میں بہنے کے خوف سے دل میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور اس معمولی چیز کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔

ایسے لوگوں کو میرا ایک جواب یہ ہے کہ جس کام کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اور اس کامل اور مکمل کتاب میں اس بارہ میں احکام آ گئے ہیں اور جن اوامر و نواہی کے بارہ میں آنحضرت ﷺ ہمیں بتا چکے ہیں کہ یہ صحیح اسلامی تعلیم ہے تو اب اسلام اور احمدیت کی ترقی اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ چاہے اسے چھوٹی سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اور یہ آخری شرعی کتاب جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اتاری ہے اس کی تعلیم کبھی فرسودہ اور پرانی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے جن کے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں وہ اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور استغفار کریں۔

ان آیات میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو مَیں مزید کھولتا ہوں۔ سب سے پہلے تو مردوں کو حکم ہے کہ :۔

غضِ بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسّس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لیے آں شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو، بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو، لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جس چیز پر ایک دفعہ نظر پڑ جائے پھر اس کو دیکھتے ہی چلے جانا ہے۔ نظر کس طرح ڈالنی چاہیے اس کی آگے حدیث سے وضاحت کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے علامہ طبری کا جو بیان ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ غضِ بصر سے مراد اپنی نظر کو ہر اس چیز سے روکنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ (تفسیر الطبری جلد 18 صفحہ 116-117)

تو مردوں کے لیے پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہیے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے۔ بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا

کرے بلکہ اس کے لیے اس تمدّنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔ (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 102-103۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 333)

پھر مومن عورتوں کے لیے حکم ہے کہ غضِ بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لیے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔ تو ہر عورت کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے غض بصر کا، اس پر عمل کرے تاکہ کسی بھی قسم کی بدنامی کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ اس قسم کے مرد جن کے دلوں میں کجی ہو، شرارت ہو تو وہ بعض دفعہ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں اور پھر بلاوجہ کے تبصرے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو یہاں تک فرمایا تھا کہ مخنث آئے تو اس سے بھی پردہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ یہ باہر جا کر دوسرے مردوں سے باتیں کرے اور اس طرح اشاعت فحش کا موجب ہو۔ تو دیکھیں آنحضرت ﷺ نے کس حد تک پابندی لگائی ہے۔ کجا یہ کہ جوان مرد جن کے دل میں کیا کچھ ہے ہمیں نہیں پتہ، ان سے نظر میں نظر ڈال کر بات کی جائے یا دیکھا جائے۔ بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے کسی مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا لہجہ ہونا چاہیے جس میں تھوڑی سی خفگی ہو، ترشی ہو تا کہ مرد کے دل میں کبھی کوئی برا خیال نہ پیدا ہو۔ تو اس حد تک سختی کا حکم ہے اور بعض جگہوں پر ہمارے ہاں شادیوں پر لڑکوں کو کھانا serve کرنے کے لیے بلا لیا جاتا ہے۔ دیکھیں کہ سختی کس حد تک ہے اور کجا یہ ہے کہ لڑکے بلا لیے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر والے ہیں حالانکہ چھوٹی عمر والے بھی جن کو کہا جاتا ہے وہ بھی کم از کم 18,17 سال کی عمر کے ہوتے ہیں۔ بہرحال بلوغت کی عمر کو ضرور پہنچ گئے ہوتے ہیں۔ وہاں شادیوں پر جوان بچیاں بھی پھر رہی ہوتی ہیں اور پھر پتہ نہیں جو بیرے بلائے جاتے ہیں کس قماش کے ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور ان سے پردے کا حکم ہے۔ اگر چھوٹی عمر کے بھی ہیں تو جس ماحول میں وہ بیٹھتے ہیں، کام کر رہے ہوتے ہیں ایسے ماحول میں بیٹھ کر ان کے ذہن بہرحال گندے ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور سوائے کسی استثنا کے الا ماشاء اللہ، اچھی زبان ان کی نہیں ہوتی اور نہ خیالات اچھے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ عموماً یہ لڑکے تسلی بخش نہیں ہوتے۔ تو ماؤں کو بھی کچھ ہوش کرنی چاہیے کہ اگر انکی عمر پردے کی عمر سے گزر چکی ہے تو کم از کم اپنی بچیوں کا تو خیال رکھیں۔ کیونکہ ان کام کرنے والے لڑکوں کی نظریں آپ نیچی نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ باہر جا کر تبصرے بھی کر سکتے ہیں اور پھر بچیوں کی، خاندان کی بدنامی کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ احمدی لڑکے، خدام، اطفال کی ٹیم بنائی جائے جو اس طرح شادیوں وغیرہ پر کام کریں۔ خدمت خلق کا کام بھی ہو جائے گا اور اخراجات میں بھی کمی ہو جائے گی۔ بہت سے گھر ہیں جو ایسے بیروں وغیرہ کو رکھنا Afford ہی نہیں کر سکتے لیکن دکھاوے کے طور پر بعض لوگ بلا بھی لیتے ہیں تو اس طرح احمدی معاشرے میں باہر سے لڑکے بلانے کا رواج بھی ختم ہو جائے گا۔ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ یا اگر لڑکیوں کے فنکشن ہیں تو لجنہ اماء اللہ کی لڑکیاں کام کریں۔ اور اگر زیادہ ہی شوق ہے کہ ضرور ہی خرچ کرنا ہے، Serve کرنے والے لڑکے بلانے ہیں یا لوگ بلانے ہیں تو پھر مردوں کے حصے میں مرد آئیں۔ یہاں مَیں نے دیکھا ہے کہ عورتیں بھی Serve کرتی ہیں عورتوں کے حصے میں تو وہاں پھر عورتوں کا انتظام ہونا چاہیے اور اس بارہ میں کسی بھی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ بعض لوگ دیکھا دیکھی خرچ کر رہے ہوتے ہیں تو یہ ایک طرح کا احساس کمتری ہے۔ کسی قسم کا احساس کمتری نہیں ہونا چاہیے۔ اگر یہ ارادہ کر لیں کہ ہم نے قرآن کے حکم کی تعمیل کرنی ہے اور پاکیزگی کو بھی قائم رکھنا ہے تو کام تو ہو ہی جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کو ثواب بھی مل رہا ہوگا۔

پھر فرمایا کہ زینت ظاہر نہ کرو۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جیسا عورتوں کو حکم ہے میک اپ وغیرہ کر کے باہر نہ پھریں۔ باقی قد کاٹھ، ہاتھ پیر، چلنا پھرنا، جب باہر نکلیں گے تو نظر آ ہی جائے گا۔ یہ زینت کے زمرے میں اس طرح نہیں آتے کیونکہ اسلام نے عورتوں کے لیے اس طرح قید نہیں

رکھی۔ تو فرمایا کہ جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو اس کے علاوہ۔ باقی چہرے کا پردہ ہونا چاہیے اور یہی اسلام کا حکم ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ایک تشریح یہ فرمائی تھی کہ ماتھے سے لے کر ناک تک کا پردہ ہو۔ پھر چادر سامنے گردن سے نیچے آ رہی ہو۔ اس طرح بال بھی نظر نہیں آنے چاہئیں۔ سکارف یا چادر جو بھی چیز عورت اوڑھے وہ پیچھے سے بھی اتنی لمبی ہو کہ بال وغیرہ چھپ جاتے ہوں۔ **اِلَّامَاظَهَرَمِنْهَا** یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو اس کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

﴿**اِلَّامَاظَهَرَمِنْهَا**﴾ یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ جو چیز خود بخود ظاہر ہو شریعت نے صرف اس کو جائز رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ جس مقام کو کوئی عورت آپ ظاہر کرنا چاہے۔ اس کا ظاہر کرنا اس کے لیے جائز ہو۔ میرے نزدیک آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی چیزیں دو ہیں یعنی قد اور جسم کی حرکات اور چال لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا مجبوری کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی اجازت کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے۔ کیونکہ بیماری مجبور کرتی ہے کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔

پھر فرمایا کہ: اگر کسی گھرانے کے مشاغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتوں میں یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو اُن کے لیے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہوگا۔ اور پردہ ٹوٹا ہوا نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کر سکتیں۔ اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لیے اور ضروریاتِ معشیّت کے لیے کھولنا پڑتا ہے اس کا کھولنا پردے کے حکم میں ہی شامل ہے۔ ....لیکن جس عورت کے کام اسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے اُس پر اس اجازت کا اطلاق نہ ہوگا۔ غرض **اِلَّا مَاظَهَرَمِنْهَا** کے ماتحت کسی مجبوری کی وجہ سے جتنا حصہ ننگا کرنا پڑے ننگا کیا جا سکتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 298-299)

تو اس تفصیل سے پردے کی حد کی بھی کافی حد تک وضاحت ہوگئی کہ کیا حد ہے۔ چہرہ چھپانے کا بہرحال حکم ہے۔ اس حد تک چہرہ چھپایا جائے کہ بے شک ناک ننگا ہو اور آنکھیں ننگی ہوں تا کہ دیکھ بھی سکے اور سانس بھی لے سکے۔

چہرہ کا پردہ کیوں ضروری ہے اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث سے یہ دلیل دی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابیہ کو کسی لڑکی کا رشتہ آیا تھا، اس کی شکل دیکھنے کے لیے بھیجا تا کہ دیکھ کر آئیں۔ اگر چہرہ کا پردہ نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ پھر تو ہر ایک نے شکل دیکھی ہوتی۔

پھر دوسری مرتبہ یہ واقعہ حدیث میں بیان ہوتا ہے کہ جب ایک لڑکے کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم فلاں لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ تم نے اس کو دیکھا ہے؟ اگر نہیں دیکھا تو جا کر دیکھ آؤ۔ کیونکہ پردے کا حکم تھا بہر حال دیکھا نہیں ہوگا۔ تو جب وہ اس کے گھر گیا اور لڑکی کو دیکھنے کی خواہش کی تو اس کے باپ نے کہا کہ نہیں اسلام میں پردے کا حکم ہے اور مَیں تمہیں لڑکی نہیں دکھا سکتا۔ پھر اس نے آنحضرت ﷺ کا حوالہ دیا تب بھی وہ نہ مانا۔ بہر حال ہر ایک کی اپنی ایمان کی حالت ہوتی ہے۔ اسلام کے اس حکم پر اس کی زیادہ سختی تھی بجائے اس کے کہ آنحضرت ﷺ کے حکم کو موقعہ محل کے مطابق تسلیم کرتا اور مانتا۔ تو لڑکی جو اندر بیٹھے یہ بات سن رہی تھی وہ باہر نکل آئی کہ اگر آنحضرت ﷺ کا حکم ہے تو پھر ٹھیک ہے میرا چہرہ دیکھ لو۔ تو اگر چہرہ کے پردہ کا حکم نہیں تھا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آنحضرت ﷺ نے یہ کیوں فرمایا۔ ہر ایک کو پتہ ہوتا کہ فلاں لڑکی کی یہ شکل ہے اور فلاں کی فلاں شکل۔

اسی طرح ایک موقع پر آنحضرت ﷺ اعتکاف میں تھے۔ رات کو حضرت صفیہ کو چھوڑنے جا رہے تھے تو سامنے سے دو آدمی آ رہے تھے ان کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا گھونگھٹ اٹھاؤ اور فرمایا دیکھ لو یہ میری بیوی صفیہ ہی ہے۔ کوئی شیطان تم پر حملہ نہ کرے اور غلط الزام لگانا نہ شروع کر دو۔ تو

چہرے کا پردہ بہرحال ہے۔
پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔
''وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم تو کہتا ہے زینت چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بے شک ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرے کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے مثلاً باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنالیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کا نتھنا آزاد رہتا ہے۔ مگر چہرے کو پردے سے باہر نہیں رکھا جاسکتا''۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 103)
پھر فرمایا کہ جو عورتیں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اور نکاح کے قابل نہ رہیں وہ اگر معروف پردہ چھوڑ دیں تو جائز ہے ہاں خواہ مخواہ زیور پہن کر اور بناؤ سنگار کر کے باہر نہ نکلیں یعنی پردہ ایک عمر تک ہے اس کے بعد پردہ کے احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک نے پردہ کے احکام کو ایسی بری طرح استعمال کیا ہے کہ جوان عورتیں پردہ چھوڑ رہی ہیں۔ اور بوڑھی عورتوں کو جبراً گھروں میں بٹھایا جا رہا ہے۔...... عورت کا چہرہ پردہ میں شامل ہے ورنہ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ کے یہ معنے کرنے پڑیں گے کہ مونہہ اور ہاتھ پہلے ہی ننگے تھے اب سینہ اور بازو بھی بلکہ سارا بدن بھی ننگا کرنا جائز ہو گیا حالانکہ اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 396-397)
ہوتا یہی ہے کہ اگر پردہ کی خود تشریح کرنی شروع کر دیں اور ہر کوئی پردے کی اپنی پسند کی تشریح کرنی شروع کر دے تو پردے کا تقدس کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ماں باپ دونوں کو اپنی اولاد کے پردے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اور یہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔
اب کسی نے لکھا کہ مغربی ملک میں ملازمت کے سلسلہ میں ایک یونیفارم ہے جس میں جینز اور بلاؤز یا سکرٹ استعمال ہوتا ہے تو کیا مَیں یہ پہن کر کام کرسکتی ہوں۔ اس کو مَیں نے جواب دیا کہ اگر لمبا کوٹ پہن کر اور سکارف سر پر رکھ کر کام کرنے کی اجازت ہے ٹھیک ہے ورنہ کوئی اجازت نہیں۔
اب اس میں جن عزیزوں یا رشتوں کا ذکر ہے کہ ان سے پردہ کی چھوٹ ہے ان میں وہ سب لوگ ہیں جو انتہائی قریبی رشتہ دار ہیں۔ یعنی خاوند ہے، باپ ہے یا سسر ہے، بھائی ہے یا بھتیجے، بھانجے وغیرہ۔ ان کے علاوہ باقی جن سے رشتہ داری قریبی نہیں ان سب سے پردہ ہے۔
پھر فرمایا کہ اپنی عورتوں کے سامنے تم زینت ظاہر کرسکتی ہو۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے سامنے زینت ظاہر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی عورتیں جو ہیں جن سے بے تکلفانہ یا بے حجابانہ تمہیں سامنے نہیں آنا چاہیے۔ اب بازاری عورتیں ہیں ان سے بچنے کی تو ہر شریف عورت کوشش کرتی ہے۔ ان کی حرکات، ان کا کردار ظاہر و باہر ہوتا ہے، سامنے ہوتا ہے لیکن بعض عورتیں ایسی بھی ہیں جو غلط قسم کے لوگوں کے لیے کام کر رہی ہوتی ہیں۔ اور گھروں میں جا کر پہلے بڑوں سے دوستی کرتی ہیں۔ جب ماں سے اچھی طرح دوستی ہو جائے تو پھر بچیوں سے تعلق قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور آہستہ آہستہ بعض دفعہ برائیوں کی طرف ان کو لے جاتی ہیں۔ تو ایسی عورتوں کے بارہ میں بھی یہ حکم ہے کہ ہر ایرے غیرے کو، ہر عورت کو اپنے گھروں میں نہ گھسنے دو۔ ان کے بارہ میں تحقیق کر لیا کرو، اس کے بعد قدم آگے بڑھاؤ۔
حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ پہلے یہ طریق ہوا کرتا تھا لیکن اب کم ہے۔ (کسی زمانے میں کم تھا لیکن آج کل پھر بعض جگہوں سے ایسی اطلاعیں آتی ہیں کہ پھر بعض جگہوں پر ایسے گروہ بن رہے ہیں)۔ جو اس قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ خاص طور پر احمدی بچوں کو پاکستان میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ بلکہ ماں باپ کو بھی احتیاط کرنی چاہیے کہ بعض دفعہ گھریلو کام کے لیے ایک عورت گھر میں داخل ہوتی ہے اور اصل میں وہ ایجنٹ ہوتی ہے کسی کی اور اس طرح پھر آہستہ آہستہ ورغلا کر پہلے دوستی کے ذریعہ اور پھر دوسرے ذریعوں سے غلط قسم کی عادتیں ڈال دیتی ہیں بچیوں کو۔ تو ایسے ملازمین یا ملازمائیں جو رکھی جاتی ہیں، ان سے احتیاط کرنی چاہیے اور بغیر تحقیق کے نہیں رکھنی چاہیے۔ اسی طرح اب اس طرح کا

کام، بری عوتوں والا، انٹرنیٹ نے بھی شروع کر دیا ہے۔ جرمنی وغیرہ میں اور بعض دیگر ممالک میں ایسی شکایات پیدا ہوئی ہیں کہ بعض لوگوں کے گروہ بنے ہوئے ہیں جو آہستہ آہستہ علمی باتیں کر کے یا دوسری باتیں کر کے چارہ ڈالتے ہیں اور پھر دوستیاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر غلط راستوں پر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

مَیں متعدد بار انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں احتیاط کا کہہ چکا ہوں۔ بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ باپوں کی ذمہ داری ہے، یہ ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں بچوں کو ہوشیار کریں۔ خاص طور پر بچیوں کو۔ اللہ تعالیٰ ہماری بچیوں کو محفوظ رکھے۔ تو ملازم رکھنے ہوں یا دوستیاں کرنی ہوں جس کو آپ اپنے گھر میں لے کر آ رہے ہیں اس کے بارہ میں بہت چھان بین کر لیا کریں۔ آج کل کا معاشرہ ایسا نہیں کہ ہر ایک کو بلا سوچے سمجھے اپنے گھر میں لے آئیں۔ یہ قرآن کا حکم ہے اور اس پر عمل کرنے میں ہی ہماری بھلائی ہے۔

پھر بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ ہر قسم کے ملازمین کے سامنے بے حجابانہ آجاتے ہیں۔ تو سوائے گھر کے وہ ملازمین یا وہ بچے جو بچوں میں پلے بڑھے ہیں یا پھر بہت ہی اُدھیر عمر کے ہیں۔ جو اس عمر سے گزر چکے ہیں کہ کسی قسم کی بدنظری کا خیال پیدا ہو یا گھر کی باتیں باہر نکالنے کا ان کو کوئی خیال ہو۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے لوگوں سے، ملازمین سے، پردہ کرنا چاہیے۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے ملازمین جن کو ملازمت میں آئے چند ماہ ہی ہوئے ہوتے ہیں، بے دھڑک بیڈروم میں آجا رہے ہوتے ہیں اور عورتیں اور بچیاں بعض دفعہ وہاں بغیر دوپٹوں کے بھی بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اس کو روشن دماغی کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ روشن دماغی نہیں ہے۔ جب اس کے نتائج سامنے آتے ہیں تو پچھتاتے ہیں۔

پھر جو چھوٹ ہے اس آیت میں وہ چھوٹے بچوں سے پردہ کی ہے۔ فرمایا کہ چال بھی تمہاری اچھی ہونی چاہیے، باوقار ہونی چاہیے، یونہی پاؤں زمین پر مار کے نہ چلو۔ اور ایسی باوقار چال ہو کہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ تمہاری طرف غلط نظر سے دیکھ بھی سکے۔ جب تم پردوں میں ہو گی اور مکمل طور پر صاحب وقار ہو گی تو کسی کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر ڈالے۔

پھر ہمارے معاشرے میں زیور وغیرہ کی نمائش کا بھی بہت شوق ہے۔ گو چوروں ڈاکوؤں کے خوف سے اب اس طرح تو نہیں پہنا جاتا لیکن پھر بھی شادی بیاہوں پر اس طرح بعض دفعہ ہو جاتا ہے کہ راستوں سے عورتیں گزر کر جارہی ہوتی ہیں جہاں مرد بھی کھڑے ہوتے ہیں اور وہاں ڈگر ڈگر زیور کی نمائش بھی ہو رہی ہوتی ہے۔ تو اس سے احتیاط کرنی چاہیے۔

پھر حضرت **مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے پاؤں زمین پر مارنے سے ایک یہ بھی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ شریعت نے ناچ یا ڈانس کو مکمل طور پر منع کر دیا ہے کیونکہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے اور بعض عورتیں کہتی ہیں کہ عورتیں عورتوں میں ناچ لیں تو کیا حرج ہے؟ عورتوں کا عورتوں میں ناچنے میں بھی حرج ہے۔ قرآن کریم نے کہہ دیا ہے کہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے تو بہرحال ہر احمدی عورت نے اس حکم کی پابندی کرنی ہے۔

اگر کہیں شادی بیاہ وغیرہ میں اس قسم کی اطلاع ملتی ہے کہ کہیں ڈانس وغیرہ یا ناچ ہوا ہے تو وہاں بہرحال نظام کو حرکت میں آنا چاہیے اور ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے۔

اب بعض عورتیں ایسی ہیں جن کی تربیت میں کمی ہے کہہ دیتی ہیں کہ ربوہ جاؤ تو وہاں تو لگتا ہے کہ شادی اور مرگ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کوئی ناچ نہیں، کوئی گانا نہیں، کچھ نہیں۔ تو اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ شرفاء کا ناچ اور ڈانس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اگر کسی کو اعتراض ہے تو ایسی شادیوں میں نہ شامل ہو۔ جہاں تک گانے کا تعلق ہے تو شریفانہ قسم کے، شادی کے گانے لڑکیاں گاتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ پھر دُعائیہ نظمیں ہیں جو پڑھی جاتی ہیں۔ تو یہ کس طرح کہہ سکتی ہیں کہ شادی میں اور موت میں کوئی فرق نہیں، یہ سوچوں کی کمی ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنی حالت درست کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہم تو دعاؤں سے ہی نئے شادی شدہ جوڑوں کو رخصت کرتے ہیں تا کہ وہ اپنی نئی زندگی کا ہر لحاظ سے بابرکت آغاز کریں اور ان کو اس خوشی کے

ساتھ ساتھ دعاؤں کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا گھر آباد رکھے، نیک اور صالح اولاد بھی عطا فرمائے۔ پھر یہ کہ وہ دونوں دین کے خادم ہوں اوران کی نسلیں بھی دین کی خادم ہوں۔ پھر یہ ہے کہ دونوں فریق جوشادی کے رشتے میں منسلک ہوئے ہیں، ان کے لیے یہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں کہ وہ اپنے والدین کے اوراپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں۔ تو احمدی تو اسی طرح شادی کرتے ہیں اگر کسی کواس پر اعتراض ہے تو ہوتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیں یہی حکم ہے کہ خوشیاں بھی مناؤ تو سادگی سے مناؤ اور اللہ کی رضا کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ کیونکہ ہماری کامیابی کا انحصار اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اوراس کی طرف جھکنے میں ہی ہے۔ اس لیے ہم تو اسی طرح شادیاں مناتے ہیں۔ اور جو غیر بھی ہماری شادیوں میں شامل ہوتے ہیں وہ اچھا اثر لے کر جاتے ہیں۔

اب چند احادیث پیش کرتا ہوں:

ابو ریحانہؓ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ایک رات انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ’’آگ اس آنکھ پر حرام ہے جواللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی۔ اور آگ اس آنکھ پر حرام ہے جواللہ تعالیٰ کی خشیّت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے‘‘۔

پھر اس روایت میں بھی یہ بھی ہے کہ آگ اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے کی بجائے جھک جاتی ہے۔ اوراس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں پھوڑ دی گئی ہو۔ (سنن دارمی، کتاب الجہاد، باب فی الذی یسھر فی سبیل اللہ حارسا)

تو دیکھیں غضِ بصر کا کتنا بڑا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اوراس کی راہ میں جہاد کرنے والوں، شہید ہونے والوں یا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والی آنکھ کا رتبہ ایسے لوگوں کو حاصل ہو رہا ہے جو اس حکم پر عمل کرتے ہوئے، ہمیشہ عبادت بجالانے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’راستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ ہمیں راستوں میں مجلسیں لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر راستے کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ اس کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غضِ بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی راہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ بیروت)

دیکھیں کس قدر تاکید ہے کہ اوّل تو اگر کام نہیں ہے تو کوئی بلاوجہ راستے میں نہ بیٹھے۔ اور اگر مجبوری کی وجہ سے بیٹھنا ہی پڑے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ بلاوجہ نظریں اٹھا کے نہ بیٹھے رہو بلکہ غضِ بصر سے کام لو، اپنی نظروں کو نیچا رکھو، کیونکہ یہ نہیں کہ ایک دفعہ نظر پڑ گئی تو پھر ایک سرے سے دیکھنا شروع کیا اور دیکھتے ہی چلے گئے۔

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس تھی اور میمونہؓ بھی ساتھ تھیں تو ابن اُمّ مکتومؓ آئے۔ یہ پردہ کے حکم کے نزول سے بعد کی بات ہے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سے پردہ کرو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ نابینا نہیں؟ نہ وہ ہمیں دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی پہچان سکتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی اندھی ہو اور تم اس کو دیکھ نہیں رہیں۔

(ترمذی کتاب الادب عن رسول اللہ باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال)

دیکھیں کس قدر پابندی ہے پردہ کی کہ غضِ بصر کا حکم مردوں کو تو ہے، ساتھ ہی عورتوں کے لیے بھی ہے کہ تم نے کسی دوسرے مرد کو بلاوجہ نہیں دیکھنا۔

حضرت جریرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ’’اچانک نظر پڑ جانے‘‘ کے بارہ میں دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا ’’اِصرِف بَصَرَکَ‘‘ اپنی نگاہ ہٹا لو۔ (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی ما یؤمر بہ من غض البصر)

تو دیکھیں اسلامی پردہ کی خوبیاں۔ نظر پڑ جاتی ہے ٹھیک ہے، قدرتی بات ہے۔ ایک طرف تو یہ فرما دیا عورت کو کہ تمہیں باہر نکلنے کی اجازت اس صورت میں ہے کہ پردہ کر کے باہر نکلو۔ اور جو ظاہری نظر آنے والی چیزیں ہیں، خود ظاہر ہونے والی ہیں ان کے علاوہ زینت ظاہر نہ کرو۔ اور دوسری طرف مردوں کو یہ کہہ دیا کہ اپنی نظریں نیچی رکھو، بازار میں بیٹھو تو نظر نیچی رکھو اور اگر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹا لو تا کہ نیک معاشرے کا قیام عمل میں آتا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فضل بن عباس رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے تو خَشْعَمْ قبیلہ کی ایک عورت آئی۔ فضل اسے دیکھنے لگ پڑے اور وہ فضل کو دیکھنے لگ گئی۔ تو اس پر نبی کریم ﷺ نے فضل کا چہرہ دوسری طرف موڑ دیا۔ (بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ)

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کی کسی عورت کی خوبصورتی پر نگاہ پڑتی ہے اور وہ غضِ بصر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق دیتا ہے جس کی حلاوت وہ محسوس کرتا ہے۔ (مسند احمد مسند باقی الانصار باب حدیث أبی أمامۃ الباھلی الصدی بن عجلان)

تو دیکھیں نظریں اس لئے نیچی کرنا کہ شیطان اس پر کہیں قبضہ نہ کر لے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو نیکیوں کی توفیق دیتا ہے اور عبادات کی توفیق دیتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔ کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے۔۔۔ یہ ہے سرّ اسلامی پردہ کا اور میں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کے لیے بیان کیا ہے جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں"۔ (البدر جلد 3 نمبر 34 مؤرخہ 8 ستمبر 1904ء صفحہ 6-7۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 443)

پھر فرماتے ہیں:۔

"ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس سے پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔" (جلسہ اعظم مذاہب صفحہ :101.100۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 444)

پھر فرمایا:

مومن کو نہیں چاہیے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے، بلکہ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہیے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہیے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 533 از نوٹ بک مولوی شیر علی صاحب)

اب یہ جو غضِ بصر کا حکم ہے، پردے کا حکم ہے اور توبہ کرنے کا بھی حکم ہے، یہ سب احکام ہمارے فائدہ کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا پیار، اپنا قرب عطا فرمائے گا کہ اس کے احکامات پر عمل کیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس معاشرے میں، اس دنیا میں جہاں تم رہ رہے ہو، ان نیکیوں کی وجہ سے تمہاری پاکدامنی بھی ثابت ہو رہی ہوگی اور کوئی انگلی تم پر اشارہ کرتے ہوئے نہیں اٹھے گی کہ دیکھو یہ عورت یا مرد اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہے، ان سے بچ کر رہو۔ اور یہ کہتے پھریں لوگ کہ خود بھی بچو اور اپنے بچوں کو بھی ان سے بچاؤ۔ نہیں بلکہ ہر جگہ اس نیکی کی وجہ سے ہمیں عزت کا مقام ملے گا۔ دیکھیں ہرقل بادشاہ نے ابوسفیان سے آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے بارہ میں پوچھا کہ کیا ان کی تعلیم ہے اور کیا ان کے عمل ہیں۔ تو باوجود دشمنی کے ابوسفیان نے اور بہت ساری باتوں کے علاوہ یہی جواب دیا کہ وہ پاکدامنی کی تعلیم دیتے ہیں۔ تو ہرقل نے اس کو جواب دیا کہ یہی ایک نبی کی صفت ہے۔

پھر محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے درج ذیل اُمور کی وصیت کی پھر ایک لمبی روایت بیان کی جس میں سے ایک وصیت یہ

ہے۔ کہ عفت (یعنی پاکدامنی) اور سچائی، زنا اور کذب بیانی کے مقابلہ میں بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

(سنن دار قطنی، کتاب الوصایا، باب مایستحب باوصیۃ من التشہد والکلام)

تو پاکدامنی ایسی چیز ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور جس میں ہو اس کا طرّہ امتیاز ہو گی اور ہمیشہ ہر انگلی اس پر اس کی نیکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اٹھے گی۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہیں''۔(اب اس میں ایسی عورتیں بھی ہیں جو پردہ میں نہیں ہوتیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو عورت پردے میں نہیں اس کو دیکھنے کی اجازت ہے بلکہ ان کو بھی دیکھنے سے بچیں)۔''اور ایسے موقعوں پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنے، ان کے حسن کے قصے نہ سنے۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لیے عمدہ طریق ہے۔'' (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 100۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 440)

اب تو گانے وغیرہ سے بڑھ کر بیہودہ فلموں تک نوبت آ گئی ہے۔ اس بارے میں عورتوں اور مردوں دونوں کو یکساں احتیاط کی ضرورت ہے، دونوں کو احتیاط کرنی چاہیے۔ دکانیں کھلی ہوئی ہیں، جا کے وڈیو کیسٹ لے آئیں یا سی ڈیز لے آئیں، اور پھر انتہائی بیہودہ اور لچر قسم کی فلمیں اور ڈرامے ان میں ہوتے ہیں۔ جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی اس بارہ میں نظر رکھنی چاہیے اور اس کے نتائج سے لوگوں کو، بچوں کو آگاہ کرتے رہنا چاہیے، سمجھانا چاہیے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ چیزیں بالآخر غلط راستوں پر لے جاتی ہیں۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

خدائے تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لیے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لیے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا، کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا، نامحرموں کے قصے نہ سننا، اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام ہی سے خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حال جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہو سکتا یہی ہے کہ اس کے جذبات شہوت محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکے۔ یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے خدائے تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلاتکلف دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر ڈال لیں۔ اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کر لیں لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔ نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے، اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں چاہیے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے، تا ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لیے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343-344)

پھر فرمایا:

خدا تعالیٰ نے چاہا کہ انسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تکلیف پیش نہ آئے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

پھر آپ علیہ السلام عورتوں کے لیے پردے کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''شرعی پردہ یہ ہے کہ چادر کو حلقہ کے طور پر کر کے اپنے سر کے بالوں کو کچھ حصہ پیشانی اور زنخدان کے ساتھ بالکل ڈھانک لیں اور ہر ایک زینت کا مقام ڈھانک لیں۔ مثلاً منہ پر اردگرد اس طرح پر چادر ہو کہ صرف آنکھیں اور ناک تھوڑا سا ننگا ہو اور باقی اس پر چادر آ جائے۔ اس قسم کے پردہ کو انگلستان کی عورتیں آسانی سے برداشت کر سکتی ہیں اور اس طرح پر سیر کرنے میں کچھ حرج نہیں آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔''

(ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17۔ ماہ جنوری 1905ء۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 446)

تو آج کل جو برقعے کا رواج ہے، کوٹ کا اور نقاب کا، اگر وہ صحیح طور پر ہو، ساتھ چپکا ہوا برقعہ یا کوٹ نہ ہو تو بڑا اچھا پردہ ہے۔ اس سے ہاتھ بھی کھلے رہتے ہیں، آنکھیں بھی کھلی رہتی ہیں، سانس بھی آتا رہتا ہے۔

پھر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

''وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندے گناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا اور اپنی پاک دامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے خوف نہ کھائے اور نہ کسی کی پروا کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عذاب ہو جاوے مگر یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو۔ **خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا** (النساء:29) انسان ناتواں ہے۔ غلطیوں سے پر ہے۔ مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنا دے''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 543 الحکم 6/ مئی 1908ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 83 تا 102)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

جو لوگ دین کے لیے سچا جوش رکھتے ہیں۔ ان کی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں بڑھا دی جاویں گی۔ اس کے معنی یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہوں گے ان کی عمریں بڑھائی جاویں گی۔ جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بڑھے بیل کی مانند ہے۔ کہ مالک جب چاہے اسے ذبح کر ڈالے۔ اور جو سچے دل سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز ٹھہرتا ہے اور اس کی جان لینے میں خدا تعالیٰ کو تردّد ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا۔ **وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ**۔ (الحکم جلد 6 نمبر 31 صفحہ 5-8 پرچہ 31 اگست 1902ء)

الٰہی تحریکات

تحریکِ جدید اور وقفِ جدید

شمائلہ ظہیر مجلس ستونز

تحریک جدید:

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بابرکت دور میں کئی تحریکات کا آغاز فرمایا جن میں سے ایک تحریک جدید بھی ہے۔ 1934ء کا سال جماعت کے لیے انتہائی نازک تھا ہر طرف سے جماعت پر حملے ہو رہے تھے۔ دشمن پوری طاقت اور زور کے ساتھ حملے کے منصوبے بنا رہا تھا اور اپنے زعم میں جماعت کو نیست و نابود کرنے کو تیار کھڑا تھا۔ ایسے خطرناک حالات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تحریک کا آغاز فرمایا اور نصرت الٰہی سے کشتی نوح کو طوفان سے نکال کر امن میں لے آئے۔ آپ نے دنیا میں مشنری بھیجنے اور تبلیغ کا جامع منصوبہ بنایا۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جماعت احمدیہ کو جانا جاتا ہے اور 209 ممالک میں جماعت قائم ہو چکی ہے۔

گزشتہ سال (16-2015) میں عالمگیر جماعت احمدیہ کو تحریک جدید میں ایک کروڑ 9 لاکھ 33 ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ کی قربانی کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ

(الفضل انٹرنیشنل 02 تا 08 دسمبر 2016ء)

تحریک جدید کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

”تحریک جدید کیا ہے؟ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے عقیدت کی یہ نیاز پیش کرنے لیے ہے کہ وصیت کے ذریعہ تُو جس نظام کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے آنے میں ابھی دیر ہے۔ اس لیے ہم تیرے حضور اس نظام کا ایک چھوٹا سا نقشہ تحریک جدید کے ذریعہ پیش کرتے ہیں۔“ (نظام نو۔ ص ,111)

یہ خالصتہً ایک الٰہی تحریک ہے جو مشیّت ایزدی سے جاری کی گئی۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”۔۔۔ یہ مت خیال کرو کہ تحریک جدید میری طرف سے ہے۔ نہیں بلکہ اس کا ایک ایک لفظ میں قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں اور ایک ایک حکم رسول کریم ﷺ کے ارشادات میں دکھا سکتا ہوں۔۔۔۔ پس یہ مت خیال کرو جو میں نے کہا ہے وہ میری طرف سے ہے بلکہ یہ اس نے کہا ہے جس کے ہاتھ میں تمھاری جان ہے۔ میں اگر مر بھی جاؤں تو وہ دوسرے سے یہی کہلوائے گا اور اس کے مرنے کے بعد کسی اور سے۔ بہر حال چھوڑے گا نہیں جب تک تم سے اس کی پابندی نہ کرا لے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 13 دسمبر 1935)

”۔۔۔ میں نے کہا ہے کہ میں نے تحریک جدید جاری کی مگر یہ درست نہیں۔ میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی۔ پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی۔ میرے ذہن میں پہلے یہ تحریک نہ تھی، میں بالکل خالی الذہن تھا اچانک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 27 نومبر 1942)

ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا:

”۔۔۔ یہ اسی کا کام ہے اور اسی کی رضا کے لیے میں نے یہ اعلان کیا ہے۔ زبان گو میری ہے مگر بلاوا اسی کا ہے۔ پس مبارک ہے وہ، جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا سمجھ کر ہمت اور دلیری کے ساتھ آگے بڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ رحم کرے اس پر، جس کا دل بزدلی کی وجہ سے پیچھے ہٹتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 نومبر 1944)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر جب اس تحریک کا آغاز فرمایا تو اس کے بعد جیسے جیسے اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی

فرماتا رہا۔آپ جماعت کواس عظیم الشان تحریک کے اغراض ومقاصد سے روشناس کرواتے رہے۔آپ نے بے شمار مواقع پر بار بار مختلف پیرایوں میں جماعت سے اس تحریک کی اہمیت ،ضرورت اور برکات کا ذکر فرمایا اوران کو اس میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی۔

تحریک جدید کے عظیم الشان نتائج کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا: ''۔۔۔تم اگر تحریک جدید پر عمل شروع کردو تو آج یا کل یا پرسوں نہیں جب خدا تعالیٰ کی مرضی ہوگی تمہاری قوم کو ضرور بادشاہت مل جائے گی۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 04 دسمبر 1936)

تحریک جدید کے دائمی ہونے کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''پس یہ تحریک ہے تو دائمی اور نہ صرف دائمی بلکہ ہمارے ایمان اور اخلاص کا تقاضا ہے کہ یہ تحریک ہمیشہ جاری رہے گی۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 23 جنوری 1953)

ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا:

''تحریک جدید ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا ادارہ ہے۔جب تک قوم زندہ رہے گی یہ ادارہ قوم کے ساتھ وابستہ رہے گا۔اور جب افراد میں زندگی مستقل ہو جائے گی یعنی جماعت کے کچھ افراد مردہ ہو جائیں گے اور کچھ زندہ رہیں گے تو یہ ادارہ زندہ افراد کے ساتھ وابستہ ہو جائے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 05 دسمبر 1952)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریک کے مستقبل کے بارہ میں فرمایا:

''۔۔۔یاد رکھو کہ یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لیے وہ اسے ضرور ترقی دے گا اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی ان کو بھی دور کر دے گا اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے خدا تعالیٰ اس کو برکت دے گا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 نومبر 1939)

تحریک جدید تبلیغ احمدیت کے لئے ایک بنیاد کے طور پر ہے۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ خود بھی تحریک جدید پر عمل پیرا ہوں اور دوسروں سے بھی اس پر عمل کرائیں۔اور تحریک جدید میں صرف حصہ لینے والے نہ ہوں بلکہ اس نام کے پیچھے جو روح کام کر رہی ہے اس کو زندہ رکھنے والے ہوں اور اس کے مطابق عمل کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس تحریک کے تمام مطالبات پر عمل کرنے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وقف جدید:

وقف جدید سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک کی آخری یادگار،الہامی تحریک اور آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔اس کی ابتداء 1957ء میں ہوئی۔اس تحریک کے مقاصد میں دیہاتی جماعتوں کی تعلیم وتربیت کے پروگرام کے علاوہ ایسے افراد جو بت پرستی میں مبتلا ہیں ان کو توحید کا پیغام پہنچانا بھی شامل ہے۔ابتدائی طور پر اس تحریک میں حصہ لینا پاکستان تک محدود تھا،بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے **اس تحریک کو عالمگیر حیثیت** عطا فرمادی۔

وقف جدید حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریکات میں سے سب سے **آخری تحریک** ہے لیکن چونکہ الٰہی منشاء کے مطابق جاری ہوئی تھی اس لیے اس سے متعلق آپ کو بہت سی مبشر رؤیا بھی دکھائی گئیں اور جو ولولہ آپ کے دل میں پیدا کیا گیا اس کا یہ حال تھا کہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ''یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لیے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں،کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لیے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔'' (خطبہ جمعہ 5 جنوری 1958)

تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وقف جدید کو جو خدا تعالیٰ نے بعد میں برکتیں عطا فرمائیں وہ اس بات کی مظہر ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے دل میں یہ تحریک الٰہی ولولہ ہی تھا جو ساری جماعت کے دلوں میں منتقل ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ یہ تحریک اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مستحکم ہو چکی ہے۔

وقف جدید کے لیے تائید الٰہی کی ہواؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 2 جنوری 1998ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

''آج تک ایک بھی ضرورت ایسی میرے سامنے نہیں آئی جو ضرورت حقہ ہو، اچانک سامنے پیدا ہو جائے اور اس کی تائید میں الٰہی ہوا نہ چلی ہو۔ ہمیشہ بغیر تحریک کے، کثرت کے ساتھ عین ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ ضرورت پوری کرنے کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ پس آپ محفوظ ہاتھوں میں ہیں بلکہ آپ کے دل کی سچائی پر یہ باتیں گواہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچے لوگوں سے ہے۔ جو خدا کی خاطر، نہ کہ دنیا کو دکھانے کے لیے، اس کی راہ میں اپنی طاقتیں اور اپنے اموال خرچ کرتے ہیں ان کے ساتھ یہ وعدہ ہے اور ہمارے ساتھ یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ تو سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان خرچ کرنے والوں کے دلوں پر نظر رکھی اور ان کی نیکیوں اور ان کے خلوص کو قبول فرما لیا ہے اور یہ قبولیت کے نشان ہیں جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہمیشہ اسی طرح یہ قبولیت کے نشان ہمارے حق میں ظاہر ہوتے رہیں۔

ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقف جدید کی برکات اور عظیم احسانات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''وقف جدید کے معاملے میں جو اللہ تعالیٰ نے برکتیں ڈالی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ باوجود اس کے کہ ایک زائد تیسرے درجے کی تحریک تھی جس سے بہت بالا اور مضبوط مالی نظام انجمن کے باقاعدہ مستقل چندوں کی صورت میں قائم تھا وصیت کا نظام تھا، چندہ عام کا نظام تھا اور پھر تحریک جدید کو غیر معمولی اہمیت تھی اور تحریک جدید کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں بہت خدمت اسلام ہوئی ہے۔ تو تیسرے درجے کی تحریک جس کا آغاز میں تعلق محض پاکستان اور بنگال کے دیہات سے تھا لیکن دیکھیں اللہ تعالیٰ برکتیں کتنی ڈالتا ہے۔ وقف جدید کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے وہ عظیم احسانات فرمائے ہیں کہ رُوح خدا کے حضور ایسے سجدے کرتی ہے کہ سجدے سے سر اُٹھانے کو جی نہ چاہے سوائے اس کے کہ مجبوریاں دوسرے کاموں میں لے جائیں مگر ایک اللہ کا شکر ایسا ہے کہ اس میں ساری رُوح ہمیشہ سجدہ ریز رہے تو اس کے نشہ سے باہر نہیں آسکتی۔ یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ وقف جدید کی وصولیاں اس کے وعدوں سے بڑھ رہی ہیں۔ ''سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا'' قربانی کرنے والا دم جو ہے وہ سینہ سے باہر نکلتا ہے گویا اُچھل اُچھل کے باہر آ رہا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 6 جنوری 1995ء)

7 اکتوبر 1966ء سے دفتر اطفال وقف جدید کا آغاز ہوا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے احمدی بچوں سے اپیل فرمائی کہ وہ اس آسمانی اور بابرکت تحریک میں پورے جوش وخروش سے حصہ لیں۔ چنانچہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر احمدی بچوں نے گرمجوشی سے لبیک کہا اور وقف جدید کی مالی قربانیوں میں پورے اخلاص وفدائیت سے حصہ لینا شروع کر دیا۔

وقف جدید کے مقاصد کی تکمیل کے لیے واقف زندگی معلمین کی ضرورت ہے وہاں مالی قربانی کی بھی بے انتہا ضرورت ہے۔ اور اس کے لیے وقف جدید کے تحت چندہ وقف جدید بالغان، چندہ دفتر اطفال، قیام مراکز اور نگر پارکر جیسی مدات ہیں جن میں مخلصین بچے، بوڑھے، جوان، خواتین اپنی استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور یہ سلسلہ الحمدللہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانے میں بڑھتی ہوئی ضروریات اور تقاضوں کے پیش نظر تحریک وقف جدید کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''اب زمانہ ہے کہ ہر گاؤں میں، ہر قصبہ میں اور ہر شہر میں اور وہاں کی ہر مسجد میں ہمارا مربی اور معلم ہونا چاہیے۔ اب اس کے لیے بہرحال جماعت کو مالی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ تبھی ہم مہیا کر سکتے ہیں۔ پھر جماعت کے افراد کو اپنی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اپنے بچوں کی قربانیاں کرنی پڑیں گی کہ ان کو اس کام کے لیے پیش کریں، وقف کریں۔ اور یہ سب ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر بھی قائم ہوں، ہم نے صرف آدمی نہیں بٹھانے بلکہ تقویٰ پر قائم آدمیوں کی ضرورت ہے۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جنوری 2006ء)

وقف جدید میں گزشتہ سال (2016ء) عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد کو 80 لاکھ 20 ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ (خطبہ جمعہ 06 جنوری 2017ء)

خدا کرے کہ ہم ان الٰہی تحریکات اپنی استطاعت کے مطابق حصہ لیتے ہوئے ان کے افضال و برکات سے حصہ پانے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چالیس شبانہ روز دُعاؤں کا ثمر

شرابِ محبت پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا

اٹھارہ کے اوپر چھیاسی تھے سال
کہ گویا ہوا یوں شہہِ ذوالجلال

مبارک ہو تجھ کو اے فخرِ رُسل
کہ ملتا ہے تیری دعاؤں کا پھل

سُن اے ابن مریم سخن دلپذیر
کہ بیٹا میں دوں گا تجھے بےنظیر

مبارک ہو فتح و ظفر کی کلید
ہے تیرے لیے یہ خوشی کی نوید

مبارک ہو تجھ کو غلامِ ذکی
جو ہو گا یقیناً تری نسل ہی

وہ ہو گا بہت ہی ذہین و فہیم
وہ کلمۂ تمجید ، دل کا حلیم

علوم اس میں ہیں ظاہری باطنی
وہ دنیا میں پھیلائے گا روشنی

زمانے میں شہرت وہ پاجائے گا
وہ آپ اپنی عظمت کو منوائے گا

نواسی میں آخر بفضلِ خدا
یہ موعود بچہ تولّد ہوا

لگا جلد بڑھنے وہ ماہِ مُبیں
جوسب پیشگوئیاں تھیں پوری ہوئیں

ہوئی جب مسیحِ خدا کی وفات
تو نظروں میں اندھیر تھی کائنات

یکایک کرن اک ہویدا ہوئی
چمک سی نگاہوں میں پیدا ہوئی

اُٹھا عزم سے اک کمسن جواں
وہ ہمت ، شجاعت کا کوہِ گراں

قسم ہے مجھے اے مقدس وجود
نہ بیٹھوں گا میں بخدائے ودود

خلافت کی جب اس نے پہنی قبا
تو سارا زمانہ مخالف ہوا

اسی آستانہ پہ وہ جھک گیا
وہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے رویا کِیا

لگا رات دن کام کرنے وہ ماہ
کہ تھی اس کے دل میں محمدﷺ کی چاہ

یہ لجنہ، یہ تحریک و وقفِ جدید
یہ اسکول و کالج قدیم و جدید

یہ خدام و اطفال، یہ ناصرات
اسی کا ہے مرہون ان کا ثبات

یہ ہیں اس کی ہی محنتوں کے ثمر
جو پودا لگایا ہوا بارور

محبت خدا سے ، محمدﷺ سے تھی
رہِ دیں میں ہی زندگی کٹ گئی

سدا خدمتِ دین کرتا رہا
عمل کی وہ تلقین کرتا رہا

تھا انیس سو اور پینسٹھ کا سال
ہوا جب کہ اس شیر دل کا وصال

دعا ہے رہے اپنا حامی خدا
ہیں راضی کہ جس میں ہو اس کی رضا

(از ہے دراز دستِ دُعا مرا صفحہ:49-57)

پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شرف کلام اللہ

طیبہ رضوان مجلس کلوفنتہ

پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے اس موعود لڑکے کی ایک خصوصیت یہ بھی بتائی تھی کہ ''وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پر کیا جائے گا'' اور اس کے ذریعے دین حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ہم سب جانتے ہیں کہ وہ موعود بیٹا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد 1889ء میں پیدا ہوئے، 1914ء میں جماعت کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے اور 1944ء میں خدا تعالیٰ سے علم پا کر اور اسے گواہ ٹھہرا کر اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق اور مصلح موعود قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جو مختلف علوم کھولے ان کی تفصیل بہت طویل ہے ذیل میں حضرت مصلح موعود کے علم قرآن کے بارے میں دو باتیں مختصراً بیان کروں گی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی صحت بچپن سے ہی خراب رہتی تھی اور تعلیم کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکتے تھے۔اس لیے آپ سکول میں تعلیمی لحاظ سے بہت کمزور سمجھے جاتے تھے۔

حضرت مصلح موعود اپنی صحت اور تعلیمی حالت کے بارے میں خود فرماتے ہیں:

''آنکھوں میں ککرے، جگر میں خرابی، عظم طحال کی شکایت، اور پھر اس کے ساتھ بخار کا شروع ہو جانا جو چھ چھ مہینے تک نہ اُترتا اور میری پڑھائی کے بارے میں بزرگوں کا یہ فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا پڑھ لے اس پر زیادہ زور نہ دیا جائے ان حالات میں ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہوگا۔'' (انوار العلوم جلد 17 صفحہ 567)

حضورؓ مزید فرماتے ہیں:

''دنیوی لحاظ سے میں پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لیے اوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی تھی۔ پھر مڈل میں فیل ہوا مگر گھر کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے پھر مجھے ترقی دے دی گئی آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا و میری ساری پڑھائی کی حقیقت کھل گئی اور میں صرف عربی اور اردو میں پاس ہوا اور اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی گویا میری تعلیم کچھ بھی نہیں۔'' (تفسیر سورۃ کوثر تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 357)

تو یہ تو تھی آپ کی دنیاوی تعلیم، اس کے پیچھے بھی دراصل ایک حکمت تھی کیونکہ خدا تعالیٰ کو خود آپ کا معلم بننا تھا۔اور آپ کی تعلیم میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے آپ کو قرآنی علوم سکھائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے قرآن کریم کی عظمت اور شان کو قائم فرمایا۔ مسلمانوں میں قرآن مجید کے بارے میں ناسخ و منسوخ کا ایک غلط عقیدہ راہ پا چکا تھا۔ ناسخ و منسوخ سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات نے قرآن مجید کی بعض دوسری آیات کو منسوخ کر دیا ہے۔ یعنی وہ آیات قرآن مجید میں موجود تو ہیں مگر ان کا حکم منسوخ مانا جاتا ہے اور ان پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بعض پرانے علماء اور مفسرین نے پانچ سو تک آیات منسوخ قرار دی تھیں اور آج بھی اس عقیدے کے ماننے والے موجود ہیں اگرچہ ان میں سے بعض نے منسوخ آیات کی تعداد کم کر دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں حکم اور عدل بنا کر بھیجا تھا اس عقیدے کی اُصولی طور پر تردید کی اور بتایا کہ قرآن مجید کا ایک لفظ یا شوشہ بھی منسوخ نہیں ہے پھر آپ کے بعد آپ کے موعود بیٹے نے پیشگوئی کے مطابق کلام اللہ کا شرف قائم کرتے ہوئے نہ صرف اس عقیدے کا رڈ کیا بلکہ منسوخ سمجھی جانے والی آیات کی قابل فہم تفسیر سے ان کا معقول حل پیش فرمایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آ کر بتایا کہ شروع سے لے کر آخر تک سارا قرآن قابل عمل ہے۔ **بسم اللّٰہ** کی ' باء ' سے لے کر **والنّاس** کی ' س ' تک قرآن کریم قائم اور قیامت تک کے لئے قابل عمل ہے۔ آپ کے یہ الفاظ مجھے خوب یاد ہیں کہ جب کوئی انسان اس بات کا قائل ہوگا کہ قرآن کریم کے اندر ایسی آیات بھی موجود ہیں جو منسوخ ہیں تو اسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ قرآن کریم پر غور کرے اور سوچے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ وہ تو کہے گا کہ جب اس میں ایسی آیات بھی ہیں جو منسوخ ہیں تو میں ان پر غور کر کے اپنا وقت کیوں ضائع کروں۔ ممکن ہے میں جس آیت پر غور کروں مجھے بعد میں معلوم ہو کہ وہ منسوخ ہے۔ لیکن جو شخص یہ کہے گا کہ یہ کلام تمام کا تمام غیر منسوخ ہے اور اس کا ہر شوشہ تک قابل عمل ہے وہ اس کے سمجھنے کی بھی کوشش کرے گا۔ اور اس طرح قرآن اس کی معرفت کی ترقی کا موجب بن جائے گا۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ:97)

قرآن میں نسخ کے ثبوت میں سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 107 پیش کر کے اس کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ ہم کوئی آیت منسوخ کریں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے کر آتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی یہ وضاحت فرمائی کہ یہاں آیت سے مراد قرآنی آیت نہیں بلکہ نشان مراد ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم قرآن کی کسی آیت کو منسوخ کر دیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب ہم کسی نشان کو ٹلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر نشان لے آتے ہیں یا کم سے کم ویسا ہی نشان اور ظاہر کرتے ہیں تا کہ دنیا کے لیے ہدایت کا موجب بنے۔''

''مفسرین نے اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ جب قرآن کی کوئی آیت منسوخ کی جائے تو ویسی ہی آیت اور آجاتی ہے لیکن اگر کتاب ہی کی آیت مراد لینی ہو تو اس آیت کے یہ معنے لینے چاہئیں کہ اگر ہم تورات اور انجیل میں سے کسی حصہ کو منسوخ کریں تو قرآن کریم میں یا تو ویسی ہی تعلیم نازل کر دیں گے یا اس سے بہتر نازل کریں گے۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ قیامت تک ہوگی''۔ (تفسیر صغیر صفحہ 24 حاشیہ نمبر 2)

قائلین نسخ سورۃ النحل کی آیت 102 کو بھی نسخ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' کہ جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جسے وہ نازل کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تو مفتری ہے''۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں:

''تاریخ سے کوئی ایک آیت بھی ثابت نہیں ہوتی جسے بدل کر اس کی جگہ دوسری آیت رکھی گئی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن کے سینکڑوں حافظ جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی زندگی میں قرآن کریم کو حفظ کر لیا تھا اس اَمر کی شہادت دیتے کہ پہلے ہمیں فلاں آیت کے بعد فلاں آیت یاد کروائی گئی تھی۔ لیکن اس کے بعد اسے بدل کر فلاں آیت یاد کروائی گئی۔ اس قسم کی شہادت کا نہ ملنا بتاتا ہے کہ اس بارہ میں جس قدر خیالات رائج ہیں ان کی بنیاد محض ظنّیات پر ہے نہ کہ علم پر۔ میں اس کا منکر نہیں کہ بعض احکام زمانہ نبوی ﷺ میں بدلے گئے ہیں۔ مگر مجھے قرآن کریم کے کسی حکم کی نسبت ثبوت نہیں ملتا کہ پہلے اور طرح ہو اور بعد میں بدل دیا گیا ہو۔ میرے نزدیک جو احکام وقتی ہوتے تھے وہ غیر قرآنی وحی میں نازل ہوتے تھے۔ قرآن کریم میں اترتے ہی نہ تھے۔ اس لیے قرآن کریم کو بدلنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی تھی۔'' (تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 273)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۃ الفاتحہ کی تفسیر ایک رؤیا کے ذریعہ سکھائی اور اس کے بعد ہمیشہ آپ پر سورۃ فاتحہ کے نئے نئے مضامین کھولے جاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۃ الفاتحہ سے قبولیت دُعا کے سات اُصول سکھائے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے علم قرآن سکھائے جانے کی عمدہ مثال ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھتے وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ اس موقع پر بھی اللہ تعالیٰ کوئی نئے مطالب اس سورۃ کے کھولے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ان سات اُصول کا انکشاف ہوا جو دعا کے متعلق اس سورۃ میں بیان ہیں۔ **فالحمد لله علیٰ ذلك**''

ان سات اُصول کا حضورؓ کے الفاظ میں ذکر درج ہے۔

''اول بسم اللہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ جس مقصد کے لیے دُعا کی جائے وہ نیک ہو یہ نہیں کہ چور چوری کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے تو وہ بھی قبول کر لی جائے گی۔ خدا کا نام لے کر اور اس کی استعانت طلب کر کے جو دُعا کی جائے گی لازماً ایسے ہی کام کے متعلق ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات بندہ کے ساتھ شریک ہوسکتی ہو۔ بہت لوگوں کو دیکھا ہے لوگوں کی تباہی اور بربادی کی دُعائیں کرتے ہیں۔۔۔ اسی طرح ناجائز مطالب کے لیے دُعائیں کرتے ہیں اور پھر شکایت کرتے ہیں کہ دُعا قبول نہیں ہوئی۔

دوسرا اصل **الحمد للہ ربّ العالمین** میں بتایا ہے کہ دعا ایسی ہو کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے دوسرے بندوں کا بلکہ سب دنیا کا فائدہ ہو یا کم سے کم ان کا نقصان نہ ہو اور اس کے قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کی حمد ثابت ہوتی ہو۔ اور اس پر کسی قسم کا الزام نہ آتا ہو۔

تیسرے یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو جنبش دی گئی ہو اور اس دعا کے قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت ظاہر ہوتی ہو۔

چوتھے یہ کہ اس دعا کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے بھی ہو یعنی وہ نیکی کی ایسی بنیاد ڈالتی ہو جس کا اثر دنیا پر ایک لمبے عرصے تک رہے اور جسکی وجہ سے نیک اور شریف لوگ متواتر فوائد حاصل کریں یا کم سے کم ان کے راستے میں کوئی روک نہ پیدا ہوتی ہو۔

پانچویں یہ کہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی صفت مالک یوم الدین بھی رکھا گیا ہو یعنی دعا کرتے وقت ان ظاہری ذرائع کو نظر انداز نہ کیا گیا ہو جو صحیح نتائج پیدا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تجویز کیے ہیں کیوں کہ وہ سامان بھی اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے طریق کو چھوڑ کر اس سے مدد مانگنا ایک غیر معقول بات ہے۔ گویا جہاں تک اسباب ظاہری کا تعلق ہے بشرطیکہ وہ موجود ہوں یا ان کا مہیا کرنا دُعا کرنے والے کے لیے ممکن ہو ان کا استعمال بھی دعا کے وقت ضروری ہے۔ ہاں اگر وہ موجود نہ ہوں تو پھر **مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ** کی صفت اسباب سے بالا ہو کر ظاہر ہوتی ہے۔ ایک اشارہ اس آیت میں یہ بھی کیا گیا ہے کہ دُعا کرنے والا دوسروں سے بخشش کا معاملہ کرتا ہو اور اپنے حقوق کے طلب کرنے میں سختی سے کام نہ لیتا ہو۔

چھٹا اصل یہ بتایا ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق ہو اور اس سے کامل اخلاص حاصل ہو اور وہ شرک اور مشرکانہ خیالات سے کلّی طور پر پاک ہو۔

ساتویں بات یہ بتائی ہے کہ وہ خدا کا ہی ہو چکا ہو اور اس کا کامل توکل اسے حاصل ہو اور غیر اللہ سے اس کی نظر بالکل ہٹ جائے اور وہ اس مقام پر پہنچ جائے کہ خواہ کچھ ہو جائے اور کوئی بھی تکلیف ہو۔ مانگوں گا تو خدا تعالیٰ سے ہی مانگوں گا۔''

''یہ سات اُمور وہ ہیں کہ جب انسان ان پر قائم ہو جائے تو وہ لعبدی ما سال کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ اس قسم کی دعا کا کامل نمونہ رسول کریم ﷺ یا آپ ﷺ کے کامل اتباع نے ہی دکھایا ہے اور انہیں کے ذریعہ سے دعاؤں کی قبولیت کے ایسے نشان دنیا نے دیکھے ہیں جن سے اندھوں کو آنکھیں اور بہروں کو کان اور گونگوں کو زبان عطا ہوئی ہے مگر اتباع رسول کا مقام بھی کسی کے لیے بند نہیں جو چاہے اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کر سکتا ہے اور اس مقام کو حاصل کر سکتا ہے۔'' (تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ 6,5)

آپ کی ساری زندگی خدمت قرآن میں صرف ہوئی۔ اور آپ کی یہ دلی تڑپ تھی کہ قرآن مجید کے علوم دنیا پر روشن ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی اس خواہش کے مطابق قرآن مجید کو پڑھنے اس پر غور کرنے اور سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

قرآنِ پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

(از کلامِ محمود صفحہ 253)

مناجات اور تبلیغ حق

(انتخاب از منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اس زمانہ میں خُدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مُرورِ روزگار
کھول کر دیکھو بَراہیں جو کہ ہے میری کتاب
اس میں ہے یہ پیشگوئی پڑھ لو اس کو ایک بار
اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اس قدر امرِ نہاں پر کس بشر کو اقتدار
سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو اُمّید وار
سوچ لو یہ ہاتھ کس کا تھا کہ میرے ساتھ تھا
کس کے فرماں سے میں مقصد پا گیا اور تم ہو خوار
یہ بھی کچھ ایماں ہے یارو ہم کو سمجھائے کوئی
جس کا ہر میداں میں پھل حرماں ہے اور ذِلّت کی مار
جان و دل سے ہم نثارِ ملّتِ اسلام ہیں
لیک دیں وہ رہ نہیں جس پر چلیں اہلِ نقار
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

(از دُرِّثمین صفحہ 135)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (الہامات، پیشگوئیاں اور رؤیا وکشوف)

صدیقہ وسیم فرید کستاد

خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے تو انہیں ایسے ایسے راز بتاتا ہے جو دنیا میں کسی اور کو معلوم نہیں ہوتے۔ وہ اپنے بندوں کو بعد میں آنے والے زمانے کی خبریں بتاتا ہے جس کے پتہ کرنے کی انسان کو ہرگز طاقت نہیں دی گئی۔ مثلاً یہ کہ کوئی بیمار شفا پا جائے گا یا فوت ہو جائے گا، مقدمہ میں آپ جیت جائیں گے یا آپ کا مخالف، زلزلے کب اور کہاں آئیں گے اور یہ کہ کون سی بیماری کب اور کہاں پھیلنے والی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی خدا تعالیٰ نے کثرت کے ساتھ غیب کی خبریں دیں۔ آپ نے بہت سی پیشگوئیاں فرمائیں اور بہت سے الہامات بھی آپ کو ہوئے جن میں سے بہت سے آپ کی زندگی میں پورے ہوئے، بہت سے آپ کی وفات کے بعد پورے ہوئے۔ اور باقی انشاءاللہ اپنے وقت پر پورے ہو کر رہیں گے۔ ان میں سے چند کا ذکر جو پورے ہو چکے ہیں۔

1۔ سب سے پہلا الہام 1865ء کا ہے جبکہ آپ کو کوئی نہ جانتا تھا مگر خدا نے آپ کو چن لیا تھا اور اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ آپ علیہ السلام کے دعویٰ کے ساتھ ہی لوگ آپ علیہ السلام کی موت کی تمنّا کریں گے تا یہ نتیجہ نکال سکیں کہ جھوٹا تھا تبھی مر گیا اس لیے خدا تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا: **" تیری عمر اسی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا"**

(اربعین نمبر 3 صفحہ 29-30 وضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 19 طبع اوّل روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 66)

اب اگر ہم آپ علیہ السلام کی تاریخِ وفات اور تاریخ پیدائش دونوں کو دیکھیں تو اس الہام کی سچائی ثابت ہو جاتی ہے۔ آپ 13 فروری 1835ء کو پیدا ہوئے اور 26 مئی 1908ء کو وفات پائی اس طرح آپ کی کل عمر 73 سال بنتی ہے۔

دُور کی نسل دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی نسل ترقی کرے گی۔ نہ صرف جسمانی نسل بلکہ روحانی نسل بھی اور آج ہم سب اس بات کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ روز بروز ترقی کر رہی ہے۔

2۔ 1868-69ء کا واقعہ ہے کہ ایک شخص حضور کو مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بحث کی غرض سے لے گیا یہ مولوی صاحب اہل حدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان دنوں اس فرقہ کی سخت مخالفت ہو رہی تھی جو شخص آپ کو لے کر گیا تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ آپ علیہ السلام مولوی صاحب کے عقائد کو غلط ہونا ثابت کریں لیکن جب آپ علیہ السلام نے مولوی صاحب سے ان کا عقیدہ دریافت کیا اور اس عقیدہ کو اسلام کے مطابق پایا تو آپ علیہ السلام نے بحث کرنے یا مقابلہ کرنے کی بجائے بھرے مجمع میں کہہ دیا کہ یہ عقیدہ تو دُرست ہے میں اس پر بحث نہیں کر سکتا جو لوگ آپ کو لے کر گئے تھے اُنھوں نے بہت برا منایا اور کہا کہ آپ نے ہمیں ذلیل کر دیا۔ مگر آپ علیہ السلام نے فرمایا میں نے جو کچھ کیا ہے خدا کی خاطر کیا ہے مجھے لوگوں کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں۔

اس واقعہ پر خدا تعالیٰ نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ " پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ چونکہ خالصاً خدا اور اس کے رسول کے لیے انکسار اور تذلّل اختیار کیا گیا اس لیے اس محسن مطلق نے نہ چاہا کہ اس کو بغیر اَجر کے چھوڑے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 521,520 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 622,621)

یہ الہام پہلی دفعہ اس وقت پورا ہوا جب مغربی افریقہ کے ملک گیمبیا کے گورنر جنرل سر ایف۔ ایم سنگھاٹے جو 1963ء میں احمدی ہوئے تھے خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے حصولِ برکت کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے کی درخواست کی۔ اور دوسری دفعہ خلیفۃ المسیح الرابع

رحمہ اللہ تعالیٰ کے دَور میں جب یکم اگست 1987ء کو نائجیریا کے دو بادشاہوں کو کپڑا تبرک کے طور پر دیا گیا۔ جیسا کہ اس الہام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ افریقہ کے علاوہ دوسرے ملکوں مثلاً عرب، فارس، شام، روم کے بادشاہ بھی آپ علیہ السلام کے اس الہام کے مصداق ٹھہریں گے ہم نہیں تو ہماری آئندہ نسلیں ضرور انشاء اللہ یہ نظارہ دیکھیں گی۔

3۔ 1874ء کا واقعہ ہے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''میں نے خواب میں ایک فرشتہ ایک لڑکے کی صورت میں دیکھا جو ایک اُونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا۔ وہ نان اس نے مجھے دیا اور کہا کہ

''یہ تیرے لیے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لیے ہے''

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ اس زمانے کی خواب ہے جبکہ میں نہ کوئی شہرت اور نہ کوئی دعویٰ رکھتا تھا۔ اور نہ میرے ساتھ درویشوں کی کوئی جماعت تھی مگر اب میرے ساتھ بہت سی وہ جماعت ہے جنہوں نے خود دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر اپنے تئیں درویش بنا دیا ہے۔ اور اپنے ہم وطنوں سے ہجرت کر کے اور اپنے قدیم دوستوں اور اقارب سے علیحدہ ہو کر ہمیشہ کے لیے میری ہمسائیگی میں آباد ہوئے ہیں۔

اور نان سے میں نے یہ تعبیر کی تھی کہ خدا ہمارا اور ہماری جماعت کا آپ متکفل ہوگا اور رزق کی پریشانی ہم کو پراگندہ نہیں کرے گی۔

چنانچہ سالہائے دراز سے ایسا ہی ظہور میں آرہا ہے۔ (نزولِ مسیح صفحہ 207.206 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 585)

اور آج بھی اگر دیکھا جائے تو جماعتی انتظام کے تحت ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو رہی ہے۔ اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا سامان خدا خود غیب سے فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ماننے والوں کو رزق کی فراوانی سے مالا مال کیا ہے یہی خدا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور اس کے ماننے والوں کے لیے وعدہ تھا جو ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

4۔ جون 1876ء کو آپ کو الہام ہوا : **وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ**

'' یعنی قسم ہے آسمان کی جو قضاو قدر کا مبدء ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا ''

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے سمجھایا گیا کہ یہ الہام بطور اعزا پرسی اسی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور حادثہ یہ ہے کہ آج ہی تمہارا والد آفتاب کے غروب کے بعد فوت ہو جائے گا ---اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروبِ آفتاب فوت ہو گئے۔

(کتاب البریہ صفحہ 162,159 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 195,192)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا جو مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پھر نہ معلوم کیا کیا ابتلاء ہمیں پیش آئیں۔ تب اسی وقت دوسرا الہام ہوا:۔

5۔ **اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ** ''یعنی کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اُس خدائے عزّ وجلّ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے اس مبشرانہ الہام کو ایسے طور سے سچّا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفّل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفّل نہیں ہوگا۔'' (کتاب البریہ صفحہ 161۔162 حاشیہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 194۔195)

یہ الہام پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کندہ کروا کر انگوٹھی میں لگوایا اور آپ کی وفات کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ سے یہ انگوٹھی حضرت

مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی اور خلیفہ بننے کے بعد آپ نے اس انگوٹھی کو خلافت کے لیے وقف کر دیا یعنی کہ میری وفات کے بعد جو بھی خلیفہ بنے یہ انگوٹھی اس کو پہنائی جائے اس اتباع میں احمدی مرد و زن بھی **اَلَیْسَ اللّٰہ** والی انگوٹھی پہنتے ہیں۔اس وقت یہ انگوٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس اید ہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

6۔ 1882ء کو الہام ہوا **وَوَسِّعْ مَکَانَکَ** ''یعنی اپنے مکان کو وسیع کر''

آپ علیہ السلام اس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ اس پیشگوئی میں صاف فرما دیا کہ '' وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا بہت ہجوم ہو جائے گا یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا پس تو اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ پیشگوئی اس وقت بتلائی گئی جب میری مجلس میں شائد 2-3 آدمی آتے ہوں گے وہ بھی کبھی کبھی۔

(سراج منیر صفحہ 64,63 روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 73)

وَوَسِّعْ مَکَانَکَ میں جہاں جماعت کی ترقی کی بشارت ہے وہاں مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کو نصیحت بھی ہے کہ آنے والوں کی مہمان نوازی سے تھکیں نہ۔ بلکہ خوش دلی سے ان کی خدمت کریں۔ جہاں تک مرکزِ احمدیت قادیان پھر ربوہ اور اب لندن کا تعلق ہے ان سب جگہوں کو چھوٹا ہوتے ہم سب نے دیکھا ہے۔ جماعتِ احمدیت میں شامل ہونے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔اس الہام کو روز ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

7۔ 18 دسمبر 1894ء **''داغِ ہجرت''** یعنی اے خدا کے مسیح تجھے یا تیری جماعت کو ایک دن ہجرت کا داغ دیکھنا ہوگا۔

(تشحیذ الاذہان جون و جولائی 1908ء)

چودہ اگست 1947ء کو پاکستان بنتے وقت جب احمدیوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پاکستان ہجرت کی تو پہلی دفعہ یہ الہام پورا ہوا اور دوسری دفعہ تب پورا ہوا جب 30 اپریل 1984ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان سے انگلستان ہجرت کی۔

8۔ **''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''** (الحکم جلد 2 نمبر 24 مورخہ 27 مارچ / 2 اپریل صفحہ 13 1898ء)

خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ تھا کہ وہ آپ علیہ السلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائے گا جغرافیائی حدود اگر دیکھی جائیں تو آج ہم جہاں رہ رہے ہیں ناروے تو یہ دنیا کا کنارا تصوّر کیا جاتا ہے یہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک مستحکم جماعت قائم ہے۔اور دوسرا کنارا ماریشیس تصوّر کیا جاتا ہے وہاں بھی الحمد للہ جماعتِ احمدیہ فعال کردار ادا کر رہی ہے۔اور سڈنی بھی دنیا کا کنارہ تصور کیا جاتا ہے۔اس الہام کی ایک زندہ مثال ایم۔ٹی۔اے کی صورت میں ہماری سامنے ہے۔کہ کس طرح آپ علیہ السلام کی تبلیغ ہوا کی لہروں پر سفر کرتے ہوئے دنیا کے کناروں تک پہنچ رہی ہے۔

9۔ 1880ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی جب تیسری مرتبہ سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ میرے بعض عزیز جواب دنیا سے گزر بھی گئے۔ دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار تھا وہ آٹھویں دن راہی ملکِ بقا ہو گیا حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اس دن بکلّی حالتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورۃ یٰسین سنائی گئی اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات دی اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس

میں ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیبہ پڑھ۔

سُبحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمدِ ہٖ سُبحَانَ ا للّٰہِ ا لعَظِیمِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَّ اٰلِ مُحَمَّدِ

اور اپنے سینہ، پشت اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفاء پائے گا چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی گئی تھی اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر، تا اس حالت سے نجات ہو مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلماتِ طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلّی مجھے چھوڑ گئی اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ (تریاق القلوب صفحہ 38,37۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 209,208)

فلاسفی پانچ اوقات نماز

بلقیس اختر مجلس تھوئین

اسلام وہ مذہب ہے جس کو دوسرے تمام مذاہب پر اس بات کی بھی فوقیت حاصل ہے کہ ہر کام کرنے کی نہ صرف حکمت بتائی ہے بلکہ پوری تفصیل سے بتائی ہے۔ اگر ہم صرف نماز پر ہی غور کریں تو جہاں اسے ادا کرنیکی طرف پوری راہنمائی کی گئی ہے وہاں اس کے اوقات مقرر کیے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''**اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا** ۔ یقیناً نماز مومنوں پر ایک وقتِ مقررّہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔'' (سورۃ النساء آیت 104) اوران اوقات میں نماز ادا کرنے کی حکمتیں بھی بتائی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی حکمت:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یادرہے کہ عرب کے جنگلی لوگ شراب کو جانتے بھی نہیں تھے کہ کس بلا کا نام ہے مگر جب عیسائی حضرات وہاں پہنچے اورانہوں نے بعض نو مریدوں کو بھی تحفہ دیا تب تو یہ خراب عادت دیکھا دیکھی عام طور پر پھیل گئی اور نماز کے پانچ وقتوں کی طرح شراب کے پانچ وقت مقرر ہو گئے یعنی:

-1 جاشریہ جو صبح قبل طلوع آفتاب کی شراب ہے

.2- صبوح جو بعد طلوع کے شراب پی جاتی تھی۔

3۔ غبوق جو ظہر اور عصر کی شراب کا نام ہے۔

-4 قیل جو دوپہر کی شراب کا نام ہے۔

-5 فحم جورات کی شراب کا نام ہے۔

اسلام نے ظہور فرما کر یہ تبدیلی کی جوان پانچ وقتوں کے شرابوں کی جگہ پانچ نمازیں مقرر کر دیں۔ اور ہر ایک بدی کی جگہ نیکی رکھ دی اور مخلوق پرستی کی جگہ خدا تعالیٰ کا نام سکھا دیا۔ (روحانی خزائن جلد 9 نور القرآن صفحہ 352)

نماز کے اوقات میں پابندی بھی ضروری ہے اوران اوقات کو خدا نے قرآن کریم میں سورۃ بنی اسرائیل آیت 79 میں فرمایا ہے:

''**اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡهُوۡدًا** ''

ترجمہ: ''سورج کے ڈھلنے سے شروع ہو کر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دے۔ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔''

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اس آیت میں پانچوں نمازوں کے اوقات بتائے گئے ہیں 'دلوک' کے تین معنی ہیں اور ہر ایک معنی کی رو سے ایک ایک نماز کا وقت مقرر کیا گیا۔

پہلے معنی **مالت وزالت عن بعد السماء** یعنی زوال کو دلوک کہتے ہیں۔ اس میں ظہر کی نماز آ گئی۔

دوسرے معنی **اصفّرت**۔ جب سورج زرد پڑ جائے تو اس کو بھی دلوک کہتے ہیں اس میں نماز عصر کا وقت بتا دیا گیا۔

تیسرے معنی **غربت** یعنی غروب شمس کے ہیں۔ اس میں نماز مغرب کا وقت بتایا گیا ہے۔

'غسق الیل' کے معنی ظلمۃ اول الیل کے ہیں یعنی رات کے ابتدائی حصہ کی تاریکی۔ اس میں عشاء کا وقت مقرر کیا گیا۔

'قرآن الفجر' کہہ کر صبح کی نماز کا ارشاد فرمایا۔ اس کے سوا کوئی اور تلاوت صبح کے وقت فرض نہیں ہے (تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 373)

کیسی عظیم حکمت ہے کہ زمانہ جاہلیت کی قبیح عادت کو خدا تعالیٰ کی حمد وثناء میں بدل دیا۔ دنیاوی شراب کے نشے میں دھت رہنے والے خدا کی محبت کے نشے میں مبتلا ہو گئے۔

دوسری حکمت:

نماز کی اصل غرض یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد حی وقیوم کا نام لیا جائے کیونکہ جس طرح گرمی کے موسم میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انسان ایک ایک دو دو گھونٹ پانی پیتا رہتا ہے تاکہ گلا تر رہے اور اس کے جسم کو طراوت پہنچتی رہے اس طرح کفر اور بے ایمانی کی گرم بازاری میں انانی روح کو حلاوت اور تروتازگی پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد نماز مقرر کی ہے تاکہ گناہ کی گرمی اس کی رُوح کو جھلس نہ دے اور مسموم ماحول اس کی روحانی طاقتوں کو مضمحل نہ کر دے۔ خوشی ہو یا غمی ہر حالت میں انسان کو نماز کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملتا ہے جب دنیا کا نظر فریب حُسن اسے اپنی طرف کھینچتا ہے تو نماز کی مدد سے وہ خُدا کی طرف جھکتا ہے۔ نماز کے لیے وقت مقرر کرنے سے اجتماعیت کی روح کو زندہ رکھنے کا موقع ملتا ہے اس طرح لوگ باآسانی جمع ہو سکتے ہیں۔ نیز وقت کی تعیین کو خود انسان کی اپنی مرضی پر نہ چھوڑنے میں یہ حکمت ہے کہ تا انسان کو بروقت نماز ادا کی فکر رہے اور اس کا ذمہ داری کا احساس بیدار رہے اگر وقت کی تعیین خود انسان پر چھوڑ دی جاتی تو وقت کی پابندی کی اہمیت جاتی رہتی اور اس میں سستی ظاہر ہونے لگتی۔ (فقہ احمدیہ صفحہ:40)

تیسری حکمت:

آپس کے معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے نماز کی بڑی اہمیت ہے یہ جو مردوں کو مسجد میں نمازیں ادا کرنے کا حکم ہے اس کے بے شمار فائدوں میں ایک فائدہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”اہل محلّہ کے روزانہ اجتماع کے لیے پانچ وقت کی نماز کو واجب کیا۔ رات کو سب لوگ اپنے گھروں میں سوتے رہے شبینہ واقعات میں اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو علی الصبح نماز فجر کی جماعت میں یہ امر حاصل ہے اب بازار کی آمدورفت شروع ہوئی۔ مختلف معاملات خارجہ پیش آئے تو دوپہر کے بعد جماعت کا وقت آ گیا عصر روزانہ اوقات کا اختتام ہے اور ابھی اہل تجارت وحرفہ غالب عمرانات میں گھر نہیں پہنچے۔ عین اس وقت کے معاملات پر اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو عصر کی جماعت کا عمدہ موقع ہے۔ شام کو گھر پہنچے وہاں کے نئے معاملات جو غیوبت میں ہوئے اگر باعث اجتماع ہیں تو جماعت نماز شام اس کے لیے موزوں ہے 9,10 بجے رات کو الگ الگ ہونے کا وقت آ گیا۔ مناسب ہے سب آپس میں الوداعی رخصت کر لیں اور یہی عشاء کا وقت ہے۔ (الفضل ربوہ سالانہ نمبر 31.12.2009 صفحہ 27)

اس کے علاوہ جمعہ کی نماز پھر عیدین کی نمازیں رکھ کر آپس میں ملاقات کے مواقع فراہم کیے۔

چوتھی حکمت:

سچی محبت ہمیشہ اپنے ساتھ بعض ظاہری علامات بھی رکھتی ہے اور محبت کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اٹھتے بیٹھتے اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھتا ہے جب کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو یاد کر لیتا ہے تو اس کی محبت دل میں تازہ ہو جاتی ہے اور اس کی صورت آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔ نماز بھی اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے اس لئے اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لے اور نماز کے لیے کھڑا ہو جائے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ:41)

پانچویں حکمت:

نماز کے متعدد اوقات مقرر کرنے میں ایک حکمت یہ ہے کہ انسان پر جتنی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے اتنی ہی شدت سے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی اُسے بار بار مشق کرائی جاتی ہے۔ تاکہ یہ اطمینان رہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس کا حکم ماننے کے لیے پوری طرح مستعد اور تیار رہیں بعض

لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں مشاغل اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اتنا وقت نمازوں کے لیے نکالنا مشکل ہے۔اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر نماز کی غرض محبت الٰہی کی آگ بھڑکا کر اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے سہولت بہم پہنچانا اور اس کے لیے مشق کرنا ہے تو جس زمانہ میں مشاغل بڑھ جائیں اُس زمانہ میں نماز بار بار پڑھنے کی زیادہ اہمیت بڑھ جانی چاہیے کیونکہ ظاہر ہے کہ جس وقت مقصد کو بھلا دینے کے سامان زیادہ ہوں گے اس وقت مقصد کی طرف بار بار توجہ دلانے کی بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔پس اس زمانہ میں اگر دنیوی مشاغل بڑھ گئے ہیں تو نماز کی ضرورت بھی بڑھ گئی ہے پھر اگر نماز صرف اظہار عقیدہ کا ایک ذریعہ ہوتی تب تو یہ اعتراض کچھ وزن رکھتا مگر جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ نماز کی غرض صرف اقرار عبودیت نہیں بلکہ اس کی غرض انسانی نفس میں وہ استعداد پیدا کرنا ہے جس کی مدد سے وہ مادی دنیا سے اُڑ کر روحانی عالم میں پہنچ سکے اور اس کا دماغ جسمانی خواہشات میں ہی اُلجھ کر نہ رہ جائے بلکہ اعلیٰ اخلاق کو حاصل کرے کیونکہ قرآن کریم کی تصریح کے مطابق نماز کی مدد سے انسان بدیوں اور بدکرداروں سے بچتا اور اعلیٰ اخلاق حاصل کرتا ہے اور اس طرح اس کا وجود بنی نوع انسان کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بن جاتا ہے اور ملک وملت کا وہ ایک زیادہ فائدہ بخش جزو بن جاتا ہے اور جو عمل اپنے اندر یہ خوبیاں رکھتا ہو مادی اشغال کی کثرت کے زمانہ میں اس کی ضرورت کم نہیں ہوتی بلکہ اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ (فقہ احمدیہ صفحہ:42-41)

یہ وہ چند حکمتیں ہیں جو اس مضمون میں بیان کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان حکمتوں کو سمجھتے ہوئے صحیح معنوں میں نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی توفیق دے۔

آج دنیا طرح طرح کی مصیبتوں اور مسائل میں پھنسی ہوئی ہے ان مصیبتوں اور مسائل سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں اس کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:''خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لیے مقرر کیں۔اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں تمہارے نفس کے فائدہ کے لیے ہیں۔پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچتے رہو۔تو پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وُہ تمہارے اندرونی اور رُوحانی تغیرات کا ظلّ ہیں۔نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاوقدر تمہارے لیے لائے گا۔پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لیے خیر وبرکت کا دن چڑھے۔(کشتی نوح صفحہ:70)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جسمانی عبادت کی غرض کیا ہے؟ جسمانی عبادت کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں حضرتِ احدیّت کی طرف حرکت پیدا ہو اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے اور وہ حالت پیدا ہو جائے جو انسان کو ظاہری طور پر خوشی اور غمی میں پیدا ہوتی ہے۔انسان روتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں بھی اظہار ہونا چاہیے کیونکہ انسان ترقیات کے لیے مجاہدات کا محتاج ہے (ترقی کرنی ہے تو مجاہدہ کرنا پڑتا ہے محنت کرنا پڑتی ہے اور یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے) اور یہ تو ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں باہم پیوست ہوں (جڑی ہوئی ہوں) تو جب ہم ان میں سے ایک چیز کو اُٹھائیں گے تو اسے اُٹھانے سے دوسری چیز کو بھی جو اس سے ملحق ہے کچھ حرکت پیدا ہوگی لیکن صرف جسمانی قیام اور رکوع اور سجود میں کچھ فائدہ نہیں جب تک کہ اس میں یہ کوشش شامل نہ ہو کہ روح بھی اپنے طور پر قیام اور رکوع اور سجود سے کچھ حصہ لے اور یہ حصہ لینا معرفت پر موقوف اور معرفت فضل پر موقوف ہے۔آپ نے ایک جگہ اس کی وضاحت فرمائی کہ فضل جو ہے ملتا تو اللہ کے فضل سے ہے سب کچھ۔اس لیے فضل کو حاصل کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو، اسی سے مانگو اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ معرفت ہو تو پھر ہی حقیقی نماز بھی ادا ہوتی ہے اور اس کے لیے مجاہدہ اور محنت کی ضرورت ہے (لگاتار کوشش کی ضرورت ہے) جب مجاہدہ ہوگا تب ہی مقصدِ پیدائش بھی حاصل ہوگا۔ (خطبہ جمعہ 3 فروری 2017ء)

صحت و غذا

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے — وہاں تک چاہیے بچنا دوا سے
اگر خوں کم بنے ، بلغم زیادہ — تو کھا گاجر، چنے، شلغم زیادہ
جگر کے بل پہ ہے انساں جیتا — اگر ضعف جگر ہے تو کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی کا احساس — مربّہ آملہ کھا یا اناس
اگر ہوتی ہے معدہ میں گرانی — تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی

تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے — تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے
جو دکھتا ہو گلا نزلے کے مارے — تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہو درد سے دانتوں کے بےکل — تو انگلی سے مسوڑوں پر نمک مل
جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس — تو مصری کی ڈلی ملتان کی چوس
شفا چاہے اگر کھانسی سے جلدی — تو پی لے دودھ میں تھوڑی سی ہلدی
اگر کانوں میں تکلیف ہووے — سرسوں کا تیل پھائے سے نچوڑے
اگر آنکھوں میں پڑ جاتے ہوں جالے — تو دکھنی مرچ گھی کے ساتھ کھالے
تپ دق سے اگر چاہے رہائی — بدل پانی کے گنّا چوس بھائی
دمہ میں یہ غذا بےشک ہے اچھی — کھٹائی چھوڑ کھا دریا کی مچھلی
اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی — تو استعمال کر انڈے کی زردی

جو بدہضمی میں تُو چاہے افاقہ
تو دو اک وقت کا کر لے فاقہ

(یہ نظم آج سے پچاس سال قبل راندھیر (بھارت) کے ایک حکیم صاحب نے کہی تھی، جو شاعر بھی تھے)

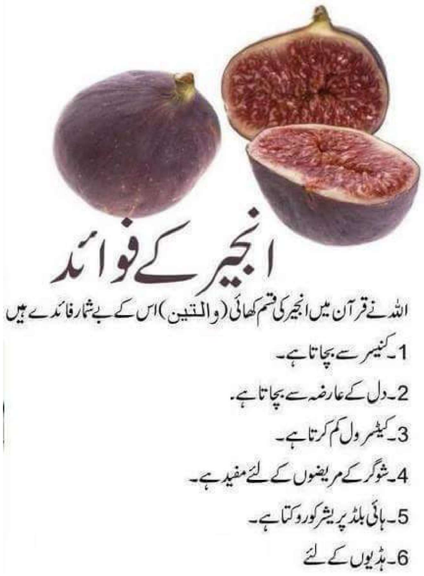

خدا تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ

عبادات، صدقات اور استغفار

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مؤرخہ 24 فروری 2017ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن میں سے چند اقتباس:

احمدیت کی تعلیم پیار و محبت اور امن کے سوا کچھ نہیں

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج کل جو دنیا کے حالات ہیں سب کے علم میں ہیں ہر جگہ فساد اور فتنہ برپا ہے۔اسلام مخالف قوتیں ان حالات کا ذمہ دار، جیسا کہ میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں مسلمانوں کو ٹھہراتی ہیں۔یہ بھی ٹھیک ہے کہ بعض مسلمان گروہ اور تنظیمیں اسلام کے نام پر مسلمان ممالک میں بھی اور غیر مسلم ممالک میں بھی ایسی حرکات کر رہی ہیں جو ظلم بربریت کے علاوہ کچھ نہیں اور اسلام کی تعلیم کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کے اندر یہ حالات پیدا کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔اسلام کو نقصان عموماً خود غرض مسلمانوں اور منافقین نے ہی پہنچایا ہے۔جو اپنے مفادات کے لئے ایسی طاقتوں کا آلہ کار بنتے رہے ہیں۔بہر حال دنیا کے عمومی حالات خراب ہیں۔بعض مسلمانوں کے غلط عمل کی وجہ سے اسلام مخالف طاقتوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا خوب موقع مل رہا ہے۔ظاہر ہے ہم احمدی مسلمان بھی اس وجہ سے اس کا نشانہ بنتے ہیں۔گو ہمیں جاننے والے جانتے ہیں کہ احمدیت کی تعلم اور عمل محبت، پیار اور بھائی چارے کے علاوہ کچھ نہیں۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 1

عبادات، دعا اور صدقہ ہمیں ابتلاؤں سے بچائیں گے

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پاکستان میں تو ظالمانہ قانون کی وجہ سے مولویوں کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اور مولوی کے ڈر سے عدالتیں بھی انصاف نہ کرنے پر مجبور ہیں لیکن اب الجزائر میں بھی عدالتوں نے یہی رویے اپنا لیئے ہیں، کہ نام نہاد مولوی کے ڈر سے معصوم احمدیوں کو جیل میں غلط الزام لگا کر بھیجا جا رہا ہے اس وقت بھی وہاں کم از کم 16 احمدی احمدیت کی وجہ سے جیل کی سزا کاٹ رہے ہیں۔تو ایسے میں ایک احمدی کو کیا کرنا چاہیے۔ہمارے پاس نہ دنیاوی حکومت ہے، نہ ہی دنیاوی دولت، اور تیل کا پیسہ ہاں ایک چیز ہے جس کی طرف دنیا کے ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے، عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعے خدا کا قرب حاصل کرنا۔یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش میں لاتی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 2

صدقہ، دعا اور استغفار کیا ہے؟

فرمایا: آپؑ نے فرمایا: صدقہ صدق سے لیا گیا ہے جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ سے صدق رکھتا ہے سچائی کا تعلق رکھتا ہے۔

فرمایا: کہ دعا کہ ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے دعا وہ ہے جو دل میں سوز و رقت پیدا کرے دعا میں ایک قربانی ہے صدق اور دعا اگر یہ دو باتیں میسر آجائیں تو ایک چیز ہے ایک کامیاب علاج ہے دونوں باتیں میسر آجائیں پس استغفار بھی دعا ہی ہے اور جب انسان گناہوں سے اور اپنی کمزوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے دعا کرتا ہے تو ایک رقت اور جوش پیدا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے دل میں ایک درد پیدا ہونا چاہئے صرف منہ سے استغفر اللہ استغفر اللہ کہنے اور توجہ اللہ تعالیٰ کی بجائے کہیں اور رہنے سے مقصد پورا نہیں ہوتا پس اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور صدقات کو جو بے چینی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے کیلئے کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں دور کرتا ہے اور جب بندہ یہ عہد بھی کرتا ہے کہ آئندہ میں اپنی کمزوریوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا رحم جذب کرنے کی کوشش کرے تو پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے ذریعہ سے ہمیں یہ خوش خبری بھی دی ہے کہ دعاؤں اور صدقوں کو قبول کرنے کی مزید وضاحت فرمائی ہے اور کہ میرے بندوں کو بتادو کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم چل کر آتا ہے تو میں دو قدم چل کر آتا ہوں اگر میرا بندہ تیز چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں پس اللہ تعالیٰ کے رحم کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 3

اللہ تعالیٰ کس طرح دعاؤں کو سنتا ہے

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے بڑا سخی ہے بڑا کریم ہے جب بندہ اس کے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے جس طرح بندہ نتائج مانگتا ہے یا نتائج کی خواہش رکھتا ہے ضروری نہیں کہ اسی طرح اور اسی وقت اس کے نتائج ظاہر ہو جائیں بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے تحت کچھ عرصہ بعد اور کسی اور رنگ میں ان دعاؤں اور صدقات کہ نتائج ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں کبھی اسی وقت فوری طور پر نتائج ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں پس یہ کامل ایمان ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جو فرمایا کہ میں دعاؤں کو سنتا ہوں میں استغفار قبول کرتا ہوں میں صدقات قبول کرتا ہوں یعنی جب انسان اپنے گناہوں سے معافی مانگ رہا ہو اور آئندہ گناہوں اور کمزوریوں سے بچنے کا عہد بھی کر رہا ہو اور بھرپور کوشش بھی کر رہا ہو تو وہ اس کو قبول کرتا ہے اور ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے نکالتا ہے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے اس لئے ہمارے دکھاوے کے عمل اس کے ہاں قبول نہیں ہوتے اور خالص ہو کر عمل کیے جائیں تو وہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بغیر نتیجے یا اجر کے نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کبھی۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 4

خدا تعالیٰ بہت مہربان کریم ذات ہے

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ تو اس قدر مہربان ہے کہ اپنے بندوں پر اسکی مہربانی کا یہ حال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اتنی کشائش نہ رکھتے ہوں کہ تو صدقہ دے سکیں تو معروف باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکنا ہی انکو صدقہ کا ثواب دے دے گا ان کی عبادتیں اور استغفار اور نیک عمل جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے کیلئے ہیں وہ جہاں عبادتوں اور استغفار کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ہاں مقبول ہونگی وہاں نیک عمل صدقات کا ثواب بھی حاصل کر رہے ہونگے ایک صاحب حیثیت شخص صدقات دے کر جو ثواب کما رہا ہوگا ایک غریب شخص اپنی نیک نیت کی وجہ سے بہ شرطیہ کے اپنے باقی احکامات پر عمل کر رہا ہے صدقات کا بھی برابر کا ثواب کما رہا ہوگا پس ایسے پیار کرنے والے خدا کا کس کس طرح ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے نا صرف ہمیں اپنے کمزوریوں سے بچنے کے طریق سکھائے بلکہ یہ بھی فرما دیا کہ میں تمہارے ان عملوں کو جو تم کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کیلئے کرتے ہو قبول کرتے ہوئے تمہیں مشکلات سے بھی نجات دونگا پس مشکل حالات سے نکلنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ ہم اپنی عبادتوں اور دعاؤں کو خالص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں استغفار پر زور دیں صدقہ و خیرات کی طرف توجہ کریں جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 5

انسان کو دنیا میں کس کام کیلئے بھیجا گیا ہے؟

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

فرمایا: انسان بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔)اس کام کی تفصیل آپؑ نے یہ بیان فرمائی کہ انسان اپنی حالت میں پاک تبدیلی پیدا کرے یہ بہت بڑا کام ہے انسان کے لئے کہ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرے اور خدا تعالیٰ سے صلح کرے۔اس کو ناراض نہ کرے اور پتا کرے کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے۔یہ بھی علم ہونا چاہیے انسان کو کہ کس غرض کے لئے دنیا میں آیا ہے اور یہ غرض جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیان بھی فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔بہرحال پھر آپؑ فرماتے ہیں۔بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے لیکن جب وقت آتا ہے اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا تو خدا پھر اس کا کام تمام کر دیتا ہے۔خادم کو ہی دیکھ لو کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے۔پھر خدا تعالیٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا۔سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا۔فرمایا کہ توبہ اور استغفار بہت کرنی چاہیے تا خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔جب خدا تعالیٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔خدا نے یہی فرمایا ہے کہ دعا قبول کروں گا اور کبھی کہا کہ میری قضا و قدر مانو۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 6

خدا تعالیٰ کے دو نام الحی اور القیوم کی تشریح

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف نے دو نام پیش کئے ہیں۔الحی اور القیوم۔الحی کے معنی ہیں کہ خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔القیوم خود قائم اور دوسروں کے قیام کا اصلی باعث۔ہر ایک کا ظاہری باطنی قیام اور زندگی انہی دونوں صفات کے طفیل سے ہے۔پس حی کا لفظ چاہتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے جیسا کہ اس کا مظہر سورۃ فاتحہ میں ایاک نعبد ہے اور قیوم چاہتا ہے کہ اس سے سہارا طلب کیا جائے۔اس کو ایاک نستعین کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے۔فرمایا کہ حی کا لفظ عبادت کو اس لئے چاہتا ہے کہ اس نے پیدا کیا اور پھر پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا جیسے مثلاً معمار جس نے عمارت کو بنایا ہے اس کے مر جانے سے عمارت کا کوئی حرج نہیں ہے۔مگر انسان کو خدا کی ضرورت ہر حال میں لاحق رہتی ہے۔اس لئے ضروری ہوا کہ خدا سے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہی استغفار ہے۔اللہ تعالیٰ سے گناہوں سے بچنے کی طاقت طلب کرتے رہیں۔اس کی عبادتوں کے لئے طاقت طلب کرتے رہیں اور یہ طاقت طلب کرنا جو ہے فرمایا یہی استغفار ہے۔ اصل حقیقت استغفار کی تو یہ ہے پھر اس کو وسیع کر کے ان لوگوں کے لئے کیا گیا کہ جو گناہ کرتے ہیں۔ان کے برے نتائج سے محفوظ رکھا جاوے لیکن اصل یہ ہے کی انسانی کمزوریوں سے بچایا جاوے۔فرمایا کہ پس جو شخص انسان ہو کر استغفار کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ بے ادب دہریہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 7

جب تک نیکی کا پانی دل کو نہ دیا جائے فائدہ نہیں

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ایک مجلس میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا (اِس کی تفصیل اخبار البدر میں چھپی ہے) کہ بعض لوگ آئے باہر سے جمعہ کی نماز کے بعد۔حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما ہوئے، تو لکھتے ہیں اخبار والے کہ بعد ادائیگی جمعہ گردو نواح کے لوگوں نے بیعت کی اور حضرت اقدسؑ نے اُن کے لئے مختصر تقریر نماز، روزے کی پابندی اور ہر ایک ظلم وغیرہ سے بچنے پر فرمائی۔یہ اپنے گھروں میں عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں سب کو نیکی کی نصیحت کریں اور جیسے درختوں اور کھیتوں کو اگر پورا پانی نہ دیا جائے تو وہ پھل نہیں لاتے۔اِس طرح جب نیکی کا پانی دل کو نہ دیا جائے تو وہ بھی انسان کے لئے کسی کام کا نہیں ہوتا۔آپ نے فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر چلتے رہنے چاہئیں گھروں میں تا کہ دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے، استغفار کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے، باقی نیک اعمال کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی رہے۔اور یہی پانی ہے جس سے نیکی کا پودا پروان چڑھتا ہے، ایمان مضبوط ہوتا ہے۔لکھنے والے لکھتے ہیں کہ ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں سے پرہیز کی تلقین فرمائی آپؑ نے۔پھر انبیاء کی وصیت یاد دلائی کہ صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔اگر پیسہ نہ ہو تو ایک بوکا پانی کا کسی کو بھر دو (یعنی کنویں میں سے ڈول ڈالتے ہیں، ڈول ڈال کے پانی بھر دو، یہ بھی صدقہ ہے)۔اپنے مال اور بدن سے کسی کی خدمت کر دینا یہ بھی صدقہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 8

دعا اور صدقہ وخیرات سے رد بلا ہوتا ہے

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ تمام مذاہب کے درمیان یہ امر متفق ہے کہ صدقہ وخیرات کے ساتھ بلا ٹل جاتی ہے اور بلا کے آنے کے متعلق خدا تعالیٰ پہلے سے خبر دے تو وہ وعید کی پیشگوئی ہے۔ پس صدقہ وخیرات سے اور توبہ کرنے اور خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے وعید کی پیشگوئی بھی ٹل سکتی ہے۔فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس بات کے قائل ہیں کہ صدقات سے بلا ٹل جاتے ہیں۔اگر بلا ایسی شے ہے کہ وہ ٹل نہیں سکتی تو پھر صدقہ وخیرات سب عبث ہو جاتے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ میں صدقات قبول کرتا ہوں تو وہ ایسی صورت میں بھی قبول کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور قبول کرتا ہے جس کے بارے میں وہ بعض اوقات اپنے انبیاء اور فرستادوں کے ذریعہ سے بتا بھی دیتا ہے کہ ایسا ہو گا، انذار کی پیشگوئی بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ یونسؑ کی قوم کے بارے میں تھا اور اس کی دعا اور صدقہ اور رونے اور دھونے سے بچ گئی اور وہ جو تباہی کی پیشگوئی تھی وہ ٹل گئی۔پس جب انبیاء کی کی گئی پیشگوئیاں بھی ٹل سکتی ہیں صدقہ وخیرات سے، تو پھر جو مشکلات انسان کے اپنے عملوں کا نتیجہ میں سامنے آتی ہیں، خدا تعالیٰ کو بھولنے کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں وہ کیوں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے، استغفار اور توبہ کرنے سے اور صدقات کرنے سے نہیں ٹل سکتیں، یقیناً ٹل سکتی ہیں۔بشرطیکہ ہمارا رونا دھونا، دعا کرنا، صدقات کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 9

صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور برائی کی موت کو دور کرتا ہے۔پھر فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی توفیق ہو۔اور پہلے ہم آپؐ کا یہ فرمان بھی سن چکے ہیں کہ اچھی باتوں، نیک باتوں پر عمل کرنا اور بری باتوں سے رکنا بھی صدقہ ہے۔پس ان باتوں کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے کہ استغفار اور دعاؤں کی طرف توجہ بھی انتہائی ضروری ہے۔دل سے نکلی ہوئی استغفار آئندہ گناہوں سے بھی بچاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رحم کو بھی جوش میں لاتی ہے اور اس کا قرب بھی دلاتی ہے۔آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے بابِ دعا کھولا گیا تو گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگی جاتی ہے اس میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت طلب کرنا محبوب ہے (اللہ تعالیٰ کی عافیت طلب کی جائے، اس کی پناہ میں آیا جائے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دعا اس ابتلاء کے مقابلہ پر جو آچکا ہو اور اس کے مقابلہ پر جو ابھی نہ آیا ہو نفع دیتی ہے۔فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 10

غفلت کے گناہوں سے بچو اور کثرت سے استغفار کرو

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: کہ یاد رکھو غفلت کا گناہ پشیمانی کے گناہ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔یہ گناہ زہریلا اور قاتل ہوتا ہے توبہ کرنے والا تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔جس نے سچی توبہ کی، استغفار کیا، اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگی، آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کیا اس طرح ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔فرمایا جس کو معلوم ہی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں وہ بہت خطرناک حالت میں ہے۔پس ضرورت ہے کہ غفلت کو چھوڑ دو، پتہ ہونا چاہئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ہمارا ہر عمل کیسا ہے۔فرمایا کہ اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو، خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔جو شخص توبہ کر کے اپنی حالت کو درست کر لے گا وہ دوسروں کے مقابلہ میں بچایا جائے گا۔پس دعا اسی کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو خود بھی اپنی اصلاح کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے سچے تعلق کو قائم کرتا ہے۔فرمایا کہ پیغمبر کسی کے لئے اگر شفاعت کرے لیکن وہ شخص جس کی شفاعت کی گئی ہے اپنی اصلاح نہ کرے اور غفلت کی زندگی سے نہ نکلے تو وہ شفاعت اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 11

پیارے آقا کی ہمارے حق میں دعائیں

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ دعا کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں، خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے ہوں۔استغفار کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔اپنے پچھلے گناہوں کی بخشش اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے کرنے والے ہوں۔اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کر کے پھر اس کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں۔بلاؤں کو دور کرنے کیلئے ایسے صدقات ادا کرنے والے ہوں جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھے۔دشمن اور ہر مخالف کے ہر حملہ سے ہمیں محفوظ رکھے۔اور انہی پر الٹائے ان کے حملے۔ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کے ان بندوں میں شمار ہوں جو خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے ہیں۔اور حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کے ہم وارث ہوں اور ان سے حصہ لینے والے ہوں۔آمین

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2017ء) 12

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کینیڈا 2016ء کے موقع پر واقفاتِ نو بچیوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

☆ ایک بچی نے سوال کیا کہ کیسے پتہ لگے کہ خواب شیطانی ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: نفسیات کے جو ماہرین ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہر انسان کو رات میں تین چار خواب آتے ہیں۔ کچھ یاد رہ جاتے ہیں اور کچھ انسان بھول جاتا ہے یا پھر سارے بھول جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں خواب نہیں آتی۔ وہ اتنی گہری نیند سوتے ہیں کہ ان کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ رات کیا ہوا ہے۔ خوابیں ہر ایک کو آتی ہیں۔ بعض دفعہ اچھی خواب بھی آتی ہے۔ اگر انسان کا دماغ نیک ہے، اس کے خیالات نیک ہیں تو اس کو اچھے خواب آتے رہیں گے۔ اگر رات کو تم لوگ گندی فلم دیکھ کر سوئے ہو یا کوئی اور بے ہودہ چیز دیکھ کو سوئے ہو تو بعض دفعہ اس قسم کی خوابیں آتی ہیں۔ دماغ پر ان چیزوں کا ایک نفسیاتی اثر ہوتا ہے۔ بعض خوابیں ہوتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ خاص طور پر کسی کی راہنمائی کے لیے دیتا ہے۔ اس میں بعض پیغام ہوتے ہیں۔ بعض چیزیں سمجھ نہیں آتیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں جس طرح بادشاہ نے خواب دیکھی تھی۔ جو تعبیر کرنے والے تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہارے دماغی خیالات ہیں۔ جس کی وجہ سے خواب آ گئی۔ سات گائیں اور سات بالیوں کا کوئی مطلب نہیں۔ لیکن جو قیدی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ان میں سے جو ایک رہا ہوا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو کہا تھا کہ بادشاہ کو جا کر میرے بارہ میں بتانا۔ جب اس نے بادشاہ کی یہ خواب سنی تو اسے حضرت یوسف علیہ السلام کی یاد آ گئی۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر کی کہ کس طرح تم پر اچھا زمانہ آئے گا۔ پھر قحط سالی کا زمانہ آئے گا۔ اس عرصہ میں جو تمہاری اچھی فصلیں ہوں گی ان کو قحط والے سالوں کے لیے سنبھال کر رکھ لینا۔ پھر حضور انور نے بچی کو بتایا کہ فصل کیا ہوتی ہے اور Harvesting کیا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ گندم کا ایک حصہ ہوتا ہے جس کے اندر دانے بھرے ہوتے ہیں اس کو سٹّہ کہتے ہیں۔ بہرحال وہ ایک خواب تھی جس کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے کی۔ پھر قحط آیا تو پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہ نے قید سے نکال لیا۔ یہ ان کے لیے رہائی کا ذریعہ بن گیا اور اس نے ان کو اپنا وزیر خزانہ بنا دیا۔ بعض خوابیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی تعبیر سمجھ نہیں آتی۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے بارہ میں خاص علم دیا ہوا تھا۔ اس لیے انہیں خواب کی سمجھ آ گئی۔ تو انسانوں کو اللہ تعالیٰ بعض اچھی خوابیں دکھاتا ہے۔ جن کا اثر انسان کے دل پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی اچھی خواب نہ ہو تو دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ خیال آتا ہے کہ اس کا اچھا نتیجہ نہ ہوگا۔ اس لیے کہتے ہیں کہ بعض خوابوں کے مطلب کی سمجھ نہیں آتی۔ **اس لیے جب بھی کوئی خواب دیکھو، تمہارے دل پر اچھا یا برا اثر ہو، دونوں صورتوں میں صدقہ دے دیا کرو۔** اگر شیطانی خوابیں ہوتی ہیں، وہ اس طرح کی ہوتی ہیں کہ مثلاً بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں خواب آئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جھوٹے ہیں، یہ اگر خواب آئی تو یہ شیطانی خواب ہے۔ جس کو آنحضورﷺ نے بتایا کہ اس شخص نے میرے بعد آنا ہے اور میرے دین کو پھیلانا ہے۔ آپﷺ کے دین کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اس کو کہہ دیں کہ جھوٹا ہے، بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج کیا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ہمیشہ ان کے ساتھ ہے۔ تو اس قسم کی خوابیں شیطانی خوابیں ہوتی ہیں۔ سو آدمیوں کو اگر خواب آئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں اور ایک کو خواب آئی کہ وہ جھوٹے ہیں، تو وہ خود جھوٹا ہے، وہ خواب شیطانی خواب ہے۔ خوابوں کی تعبیر بھی مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیسرے بیٹے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں خواب دیکھی کہ محمد احسن نام کا ایک شخص ہے جس کی قبر بازار میں ہے۔ اس کو بازار میں دفن کیا ہوا ہے۔ اب بعض لوگ کہیں گے کہ یہ اچھی خواب ہے، لوگ چلتے ہوں گے اور اس کی قبر پر دعا کرتے ہوں گے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خواب بتائی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد احسن نام کا ایک شخص یا تو احمدیت سے مرتد

ہوجائے گا یا منافق ہوگا۔ بعد میں پھر ایسے حالات ہوئے کہ ایک شخص جو صحابی بھی تھے اور نام بھی اِن کا یہی تھا خلافتِ ثانیہ کے وقت میں جماعت چھوڑ گئے۔ تو یہ بات ظاہر بھی ہوگئی۔ اس طرح خوابوں کی لمبی تفصیلات ہوتی ہیں۔ لیکن تمہیں سمجھ آئے یا نہ آئے تم صدقہ دے دیا کرو۔ اس لیے کہ ہر ایک تعبیر ہر ایک کو سمجھ نہیں آسکتی۔ اس کا سادہ علاج یہ ہے کہ اچھی ہو یا بری ہو صدقہ دے دیا کرو۔

☆ ایک بچی نے سوال کیا کہ اسلام کا ارتقاء کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اسلام کہتا ہے کہ ارتقاء ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ارتقاء ہوا ہے۔ انسان کی جو تکمیل ہوئی ہے، وہ ارتقاء کے ذریعہ ہوئی ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں مانتے کہ ڈارون کی ارتقاء کی تھیوری ٹھیک تھی۔ نہ Beetle سے انسان بنا، نہ بندر سے۔ کچھ عرصہ ہوا نیشنل جیوگرافک نے ایک ریسرچ پیش کی کہ Beetle کی مختلف selections ہوئیں، جن سے آخر انسان بنا۔ یہ تمام فضول بات ہے۔ ہاں، انسان کی اپنی الگ ترقی ہوئی، انسان ایک الگ نسل ہے۔ انسان آہستہ آہستہ ترقی کرتا گیا۔ پہلے انسان جانور کی طرح تھا۔ جنگلوں میں جانوروں کی طرح رہتا تھا۔ وہاں شکار کرتا تھا، پھر غاروں میں آگیا پھر لوہے سے کام لینا شروع کیا۔ پھر Agriculture کا دَور آیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ دوروں میں ترقی ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو دیکھ لو، ایک Generation Gap ہی کافی ہے۔ تم دیکھ لو، whatsapp,Instagram, Iphone, Ipad, اور فلاں فلاں چیزیں آتی ہیں۔ تمہاری دادی کو اس کا تصوّر بھی نہیں تھا، نہ نانی کو پتہ تھا۔ بلکہ بعضوں کی امّاں کو بھی نہیں پتہ کہ یہ کیا چیز ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے دماغ کی ترقی ہوئی۔ جس طرح سوچیں بڑھتی گئیں، زمانہ ماڈرن ہوتا گیا اور علم بڑھتا گیا اسی طرح تمہارے دماغ کی ترقی ہوئی، تمہاری یہ ریسرچ یا علم کی پیاس بڑھتی گئی۔ یہ ہے اصل ارتقاء۔ پہلے چھوٹی سوچ تھی، جنگل کی زندگی، پھر غار کی، پھر لوہے کی، پھر کھیتی باڑی شروع ہوئی۔ چھوٹے چھوٹے آلات بنانے لگ گئے۔ افریقہ میں جب میں اسّی کی دہائی میں تھا بہت سارے چھوٹے کسان، چھوٹی زمینیں تھیں، ان کا آلہ تلوار کی مانند تھا جس سے وہ کاشت کاری اور زمین کو نرم کرتے تھے۔ بس دو آلے ان کے پاس ہوتے تھے۔ ایک Hoe اور دوسرا کٹلس۔ جس سے وہ کاشت کاری کرتے تھے۔ اب تو ماڈرن فارمنگ ہوگئی ہے۔ ٹریکٹر وغیرہ آگئے ہیں۔ اسی طرح یورپ میں ہے۔ اگر تم ان کے میوزیم میں جاؤ۔ یہ تمہیں اپنے پرانے آلے دکھائیں گے۔ انسان کی ترقی ہی ارتقاء ہے۔ **باقی بندر سے انسان نہیں بنا۔ انسان، انسان ہی تھا۔ اگر تم نے مزید پڑھنا ہے تو حضرت خلیفۃ الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب RationalityRevelation پڑھ لو۔**

☆ ایک بچی نے سوال کیا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کیا ہے؟ ایک جسم تو نہیں ہے۔ وہ تو ایک نور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ خدا مجھے اپنا آپ دکھادے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا تم نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن آپ علیہ السلام نے کہا کہ دکھاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس پہاڑ کو دیکھو۔ میں اس پر اپنا تھوڑا سا جلوہ ڈالوں گا۔ اگر تم نے اسے دیکھ لیا پھر تو مجھے دیکھ سکتے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟ اس پہاڑ پر ایسی بجلی پڑی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر انہوں نے کہا اللہ میری توبہ مَیں نہیں دیکھتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ظاہری شکل نہیں ہے۔ وہ نور ہے اور ہر جگہ موجود ہے۔ اُوپر بھی ہے نیچے بھی ہے، دائیں بھی ہے بائیں بھی ہے۔ ابھی کینیڈا میں رات ہو رہی ہے اور ایشیا میں دن ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دونوں نظر آرہے ہیں۔ نارتھ پول اور ساؤتھ پول بھی نظر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی روشنی ہر طرف یکساں پڑ رہی ہے۔ اس طرح کی روشنی نہیں ہے جس کی کچھ روشنی کم ہے۔ کشفی حالت میں اللہ تعالیٰ کی آواز سن سکتے ہو۔ بڑی طاقتور اور پُر جوش ایک کیفیت ہے جسے تم سنتے ہی کہتی ہو کہ یہ اللہ ہے۔ جسے تم خواب میں دیکھو کہ ساتھ ہی کہو کہ یہ اللہ نے میرے دل میں بات ڈالی ہے۔ دل میں گڑھ جاتی ہے۔ بعض دفعہ تمثیلی رنگ میں بعض شخصیات میں نظر آتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اللہ ویسا ہے۔ صرف تمہاری تسلّی کے لیے ہوتا ہے۔ بعض دفعہ لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کی شکل میں بول رہا ہے۔ وہ اللہ کی

صفات کا اظہار ہوتا ہے۔اسی طرح حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے اقبال کے جواب میں ایک نظم لکھی تھی، جو انڈیا پاکستان کا بڑا فلاسفر اور شاعر تھا۔اس نے کہا کہ اللہ تُو کہاں ہے تُو نظر نہیں آتا۔اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے ایک جواب لکھا کہ مجھے دیکھ شکلِ مجاز میں ۔یعنی میں ظاہری طور پر نظر آ سکتا ہوں لیکن کس طرح ؟ درختوں، آسمانوں، قدرت کی خوبصورتی، پہاڑ کی وادیوں، نیاگرا فال میں دیکھو ہر جگہ نظر آ رہا ہے۔

☆ ایک بچی نے سوال کیا کہ بعض دفعہ انسان پر نفس کی وجہ سے غصہ اور سستی حاوی ہو جاتے ہیں، اس سے کیسے بچا جائے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: حدیث نبوی میں آتا ہے کہ اگر تم کو غصہ آئے اور تم کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ اور پانی پی لو۔سستی کو دُور کرنا تو تمہارا کام ہے۔وہ تو ہمت سے دُور ہوتی ہے۔تمہارے اندر Will power ہونی چاہیے۔’’سستیاں ترک کرو طالبِ آرام نہ ہو‘‘۔تم اگر کہو کہ نیند آتی ہے تو تم اٹھارہ گھنٹے بھی سو کر سست ہی رہو گی۔محنت کرنے والے چند گھنٹے سو کر فریش اُٹھتے ہیں۔باقی جہاں تک غصے کی بات ہے، بہرحال غصہ کے لیے استغفار کرنی چاہیے۔استغفار زیادہ کیا کرو۔اللہ سے مدد مانگو۔دعا کرو کہ اللہ میرا غصہ ٹھنڈا کر دے۔

(الفضل انٹرنیشنل 09 دسمبر 2016ء تا 15 دسمبر 2016ء) از قلم۔مبشرہ مبارکہ حامد

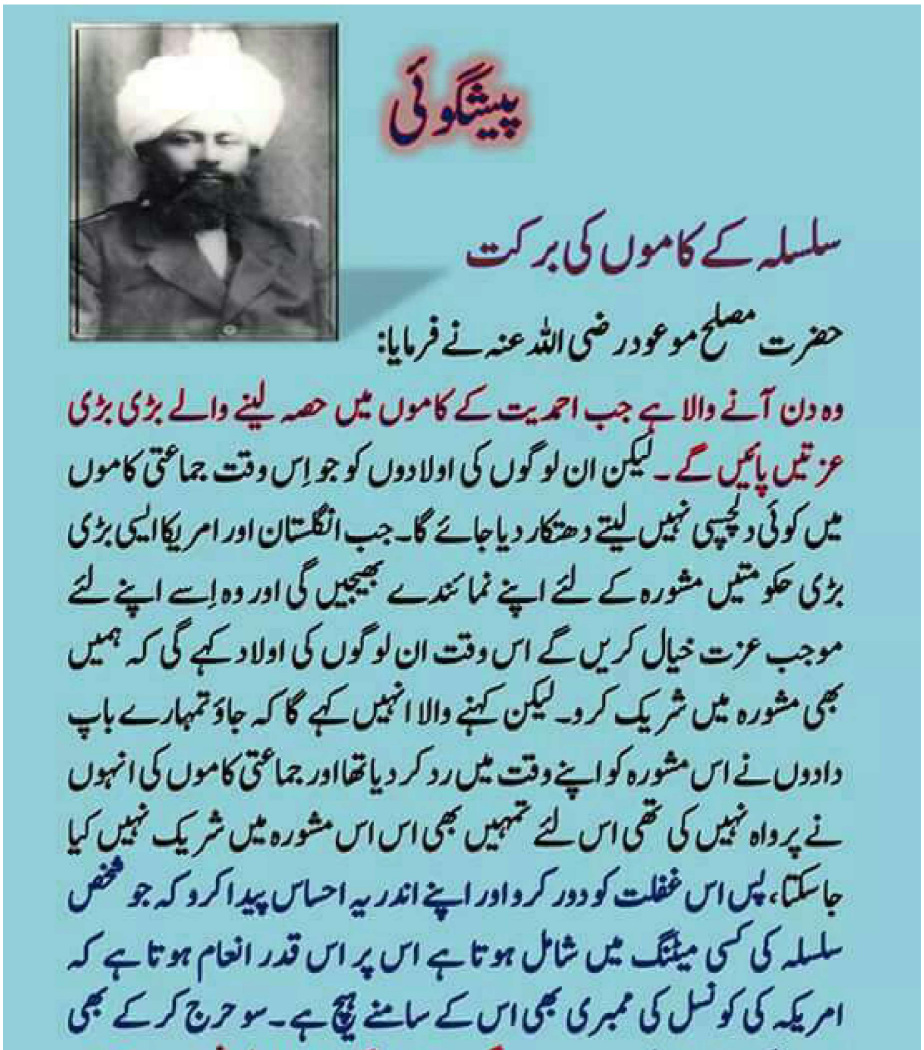

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

محبت الٰہی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا

''اے ربّ العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں میرے دل میں اپنی خاص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے''۔ آمین ثم آمین (خطبہ جمعہ 17 جون 2016ء)

اپنے نفس کے لیے کسی کو تکلیف نہ دو

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دشمن سے لڑتے تھے اور محض خدا تعالیٰ کے لیے لڑتے تھے۔ آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نیچے گرا لیا اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی چھاتی سے نیچے اتر آئے۔ اس لیے کہ اب تک تو میں محض خدا تعالیٰ کے لیے تیرے ساتھ لڑتا تھا۔ لیکن اب جب تو نے میرے منہ پر تھوک دیا ہے تو میرے اپنے نفس کا بھی کچھ حصہ اس میں شریک ہو جاتا ہے۔ پس میں نہیں چاہتا کہ اپنے نفس کے لیے تجھے قتل کروں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے نفس کے دشمن کو دشمن نہیں سمجھا۔ ایسی فطرت اور عادت اپنے اندر پیدا کرنی چاہیے۔ (خطبہ جمعہ 3 فروری 2017ء)

لفظ لفظ موتی

☆ عقل مند وہ ہے، جو دوسروں کی نصیحت سنتا ہے۔

☆ خوش مزاج انسان، ٹوٹے ہوئے دل کی دوا ہے۔

☆ جو لوگ حق پر ہوتے ہیں کبھی غیر مطمئن نہیں ہوتے۔

☆ احسان کا بدلہ ادا نہ کر سکو، تو زبان سے شکریہ ضرور ادا کر دو۔

☆ زندگی کے آدھے غم، انسان دوسروں سے غلط توقعات کر کے خرید تا ہے۔

☆ ایک غریب آدمی بھی سخی ہو سکتا ہے، اگر دوسروں کے مال کی تمنا چھوڑ دے۔

☆ باپ کا کوئی عطیہ اولاد کے لیے اس سے بڑھ کر نہیں کہ اسکی تعلیم و تربیت اچھی کرے۔ (سرور مبارک مجلس لامباشتر)

انتظار

یہ کلیاں یہ پھول یہ بلبل ان دنوں کے انتظار میں ہیں
جب ان کے آنگن میں بہاروں کی اک لمبی عمر آئے گی
جب کھلتی کلیوں اور پھولوں پہ بلبل جشن منائے گی
یہ چاند یہ تارے یہ کہکشاں ان دنوں کے انتظار میں ہیں
جب آسماں کی وسعتوں میں چاندنی نور بکھیرے گی
جب ابر آلود ہواؤں سے خوشی کی بوندیں برسیں گی

(سلطانہ قدوس لامبر شیتر)

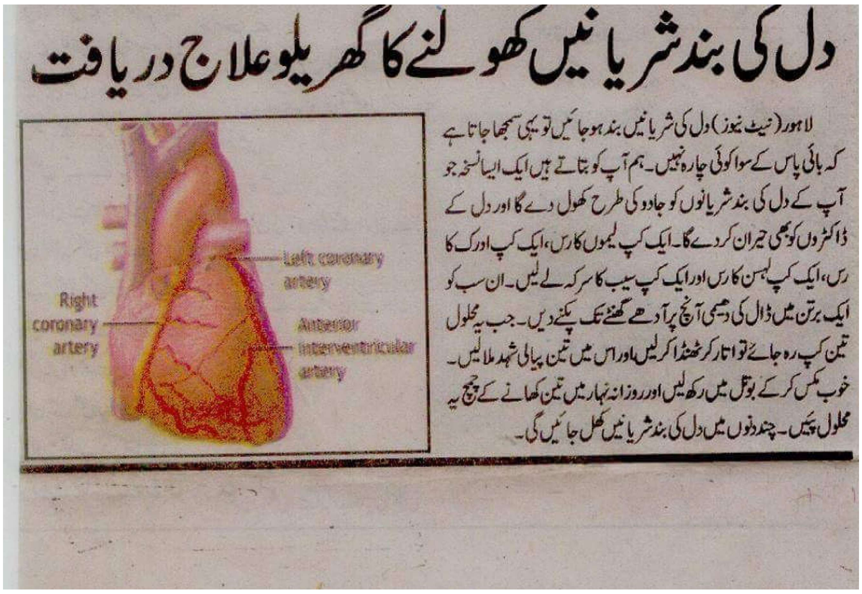

دل کی بند شریانیں کھولنے کا گھریلو علاج دریافت

لاہور (نیٹ نیوز) دل کی شریانیں بند ہو جائیں تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ بائی پاس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں ایک ایسا نسخہ جو آپ کے دل کی بند شریانوں کو جادو کی طرح کھول دے گا اور دل کے ڈاکٹروں کو بھی حیران کر دے گا۔ ایک کپ لیموں کا رس، ایک کپ ادرک کا رس، ایک کپ لہسن کا رس اور ایک کپ سیب کا سرکہ لے لیں۔ ان سب کو ایک برتن میں ڈال کی دھیمی آنچ پر آدھے گھنٹے تک پکنے دیں۔ جب یہ محلول تین کپ رہ جائے تو اتار کر ٹھنڈا کر لیں اور اس میں تین پیالی شہد ملا لیں۔ خوب مکس کر کے بوتل میں رکھ لیں اور روزانہ نہار میں تین کھانے کے چمچ یہ محلول پئیں۔ چند دنوں میں دل کی بند شریانیں کھل جائیں گی۔

(مبارکہ رفیق مجلس تھوئین)

شوگر کا بہترین ٹوٹکہ

دیسی لہسن	100 گرام
ادرک	100 گرام
سبز پودینہ	100 گرام
انار دانہ	100 گرام

بنانے کا طریقہ: تمام اجزاء کی بغیر نمک کے چٹنی نما بنالیں۔

طریقہ استعمال: ایک پاؤ دہی کے اندر اجزاء کا ایک چائے والا چمچ مکس کر کے روزانہ ایک مرتبہ استعمال کریں۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔ (صائمہ بشارت)

مٹر بھرے ٹماٹر

اشیاء:

سخت ٹماٹر بڑے	12 عدد	مٹر	ایک پاؤ
آلو	ایک پاؤ	مکھن	دو چائے کے چمچے
کالی مرچ	بارہ عدد	سفید زیرہ	ایک چائے کا چمچہ
پیاز	ایک عدد	ادرک	ایک انچ کا ٹکڑا
سلاد کے پتے	ایک گھٹی	نمک	حسب ذائقہ

ترکیب۔ ٹماٹروں کو پانی سے دھو کر ان کا اُوپر کا چوتھائی حصہ کاٹ کر اندر سے تیز چاقو سے گودا نکال کر صاف کر دیں اور تھوڑا سا نمک لگا دیں۔ مٹروں میں نمک ڈال کر اُبال لیں، آلو بھی نمک ڈال کر اُبال لیں، اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں۔ پیاز ے لچھے دار کاٹ کر نمک لگا کر دھولیں اور ادرک کو بھی باریک کاٹ لیں۔ کالی مرچ اور سفید زیرہ باریک پیس لیں اور اس میں بھی ذرا سا نمک ملا لیں۔ ایک پلیٹ میں کٹے ہوئے آلو، پیاز، مٹر کے دانے، کالی مرچ، زیرہ، ادرک سب ملا دیں اور ذرا سا مکھن بھی شامل کر لیں۔ ان سب چیزوں کو چمچے کی مدد سے ملا لیں اور خالی ٹماٹروں کے اندر بھر دیں۔ اب ان ٹماٹروں کو سلاد کے پتوں پر سجا دیں۔ (سلطانہ قدوس لامبر شیتر)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

مکرم ومحترم زرتشت منیر احمد خان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ناروے سے ادارہ زینب کا ایک انٹر ویو

1۔قارئین کوآپ اپنا تعارف کیسے کروانا چاہیں گے؟ والدین کے نام۔بہن بھائی۔تاریخ پیدائش

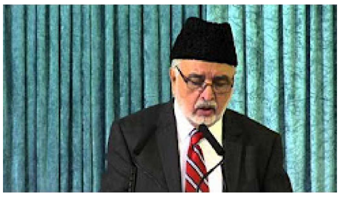

خاکسار کا نام ''زرتشت منیر احمد خان'' ہے۔ضلع سیالکوٹ (پاکستان) کے ایک گاؤں نوشہرہ ککّے زیاں میں مورخہ 26 جولائی 1942ء کو ولادت ہوئی۔نام کی ترتیب کی وجہ یہ تھی کہ خاکسار کی والدہ کو خاکسار کی پیدائش سے قبل خواب میں یہ نام بتایا گیا تھا۔خاکسار کی ولادت کے وقت والد صاحب برٹش آرمی میں تھے اور جنگ عظیم کے دوران غالباً عراق میں کسی محاذ پر تھے۔انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں نام تجویز کرنے کے لیے عریضہ تحریر کیا۔حضور نے ازراہِ شفقت ''منیر احمد'' تجویز فرمایا۔بعدازاں جب والدہ صاحبہ نے حضور کو اپنی خواب بتائی تو حضور نے نام کی ترتیب اس طرح فرمادی کہ ''زرتشت'' پہلے آگیا اور ''منیر احمد'' بعد میں۔

خاکسار کے تین بھائی ہیں، جو ناروے میں مقیم ہیں۔داؤد احمد خان،فواد محمود خان اور ندیم احمد خان۔ایک ہمشیرہ ہیں سیارہ حکمت صاحبہ جو لاہور کالج فار ویمن میں انگریزی کی پروفیسر تھیں،اب یو ایس اے میں ہوتی ہیں۔خاکسار کے ایک بھائی ''جواد رشید خان'' مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے نائب قائد تھے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے قافلہ کے ہمراہ خدام کی گاڑی میں جاتے ہوئے پنڈی بھٹیاں کے قریب ایک حادثہ میں شہید ہوگئے تھے۔خاکسار کی چھ بیٹیاں ہیں۔دُرِّثمین۔نمود سحر اور بشریٰ امریکہ میں ہیں۔قراۃ العین کینیڈا میں،نعیمہ انگلستان میں اور حبۃ الرحمان یہاں اوسلو میں ہوتی ہیں۔سب اللہ کے فضل سے شادی شدہ اور بچوں والی ہیں۔دو بیٹوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا۔عزیزم سفیر احمد وقفِ نو میں تھے جامعہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر اب انگلستان کے ایک شہر ''جلینگھم'' میں تعینات ہیں اور اس طرح وائس آف اسلام ریڈیو میں اُسے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔عزیزم ایاد احمد یہاں اوسلو میں میڈیکل کے چوتھے سال میں ہے۔

2۔آپ کے خاندان میں احمدیت کیسے آئی؟

خاکسار کے والد صاحب کا نام ''خان بشیر احمد خان'' تھا۔انہوں نے بتایا تھا کہ جوانی میں وہ اور اُن کے بھائی خاکسار کے تایا ''منظور احمد خان'' رائل پولیس میں بھرتی ہوئے تو اُن کی تعیناتی لائل پور(حال فیصل آباد) میں ہوئی۔دونوں بھائی امن وامان کے سلسلہ میں سرکاری ڈیوٹی پر جلسوں میں جایا کرتے تھے۔اُن دنوں مناظروں اور مباحثوں کا بہت رواج تھا۔ایسے ہی جلسوں میں انہوں نے حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کے مناظرے سنے۔پھر دُعا کی تو احمدیت کی صداقت کا یقین آگیا۔چنانچہ دونوں بھائیوں نے احمدیت قبول کر لی۔خاکسار کے نانا حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب صحابی تھے۔وہ حضرت سیّدہ اُمِّ طاہرؓ کے والد محترم حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحبؓ کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ہماری نانی جان بتایا کرتی تھیں کہ جب نانا جان احمدی ہوگئے تو نانی کے والدین جو غیر احمدی تھے۔انہوں نے نانی جان کو زبردستی روک لیا۔اور کہا کہ نکاح فسخ ہوگیا ہے۔بعدازاں حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہؓ کی کوشش اور اثر ورسوخ کی وجہ سے وہ اپنے خاوند کے پاس جانے میں کامیاب ہوئیں۔

3۔کس کس خلیفۃ المسیح کا زمانہ آپ کی یادداشت میں محفوظ ہے؟

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار خلفاء کرام کی زیارت اور شفقت سے حصّہ پایا۔الحمد للہ

1) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مجھے اپنی بچپن کا وہ زمانہ یاد ہے۔جب پہلی بار خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زیارت کا شرف عطا ہوا۔میرے والد صاحب کی زرعی زمین سندھ کی تحصیل ٹنڈو باگو میں تھی۔جب کہ ہماری رہائش صوبہ سندھ کے ضلع تھر پارکر کے ایک قصبہ ’’جھڈو‘‘ میں تھی۔خاکسار اُس وقت ایک انگریزی اسکول کے تیسری کلاس میں تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سندھ کی زمینوں پر تشریف لے جانے کی غرض سے ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔جھڈو اسٹیشن سے بھی ٹرین نے گذرنا تھا۔مجھے والد صاحب حضور سے ملاقات کے لیے ہمراہ لے گئے۔مجھے گود میں اُٹھا کر حضور سے ملوایا اور مصافحہ کروایا حضور نے والد صاحب سے استفسار فرمایا کہ’’یہ کہاں پڑھتا ہے؟‘‘بعدازاں حضور نے ارشاد فرمایا’’اسے ربوہ بھیج دو اور تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں داخل کروادو‘‘چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں والد صاحب نے خاکسار کو ربوہ بھیج کر تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں داخل کروادیا۔بورڈنگ ہاؤس میں رہا۔کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہوگیا اور اداس رہنے لگا۔چنانچہ اس وقت کے ہیڈ ماسٹر میاں محمد ابراہیم صاحب نے خاکسار کی والدہ کو خط لکھا کہ آپ کے بچے کی صحت اور پڑھائی کے لیے ضروری ہے کہ اسے گھر کا ماحول مہیا میسّر ہو۔اس لیے آپ لوگ ربوہ میں گھر کرایہ پر لے کر یہاں شفٹ ہو جائیں۔چنانچہ خاکسار کی والدہ صاحبہ ربوہ شفٹ ہوگئیں۔والد صاحب ہر ماہ خرچہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کردیتے تھے۔اس طرح گزارہ چلتا رہتا تھا۔ربوہ قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات اور زیارت کے کئی مواقع نصیب ہوئے۔حضورؓ کی شفقت،محبت اور عنایت ہمیشہ شاملِ حال رہی۔جس کی تفصیل لمبی ہے۔بیشتر واقعات میں سے صرف ایک واقعہ اختصار کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔

خاکسار آٹھویں جماعت میں تھا۔ایک دن والد صاحب کی طرف سے ایک ٹیلیگرام موصول ہوئی۔جس میں لکھا تھا کہ ایک اہم مسئلہ درپیش ہے تم خود حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لیے درخواست کرو۔چنانچہ خاکسار ایک دن نماز ظہر کے بعد قصر خلافت کے سامنے کھڑا ہوا اور پہریداروں سے سے درخواست کی کہ حضور سے ملاقات کروا دیں۔انہوں نے میرے نام کی چٹ لکھوا کر بالائی منزل پر حضور کی خدمت میں بھجوا دی۔حضور نے فوراً ہی بلوا لیا۔میرا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ تمہارے والد صاحب کا یہ نام ہے۔تمہارے تایا کا یہ نام ہے۔تمہارے نانا فلاں ہیں۔تمہاری نانی کا نام یہ ہے۔غرض ننھیال اور دودھیال کا پورا شجرہ نسب حضور نے خاکسار کو بتادیا جس کا خاکسار کو بھی علم نہ تھا۔اب جب میں یاد کرتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ لاکھوں کی جماعت کا سربراہ ہو اور اسے جماعت کے ایک ایک فرد کا شجرہ نسب یاد ہو۔یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔پھر ایک چھوٹے سے نادان بچے کو پذیرائی بخشا۔یہ واقعی’’سخت ذہین وفہیم‘‘مصلح موعود کی ہی شان تھی۔

2) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب منصب خلافت پر سرفراز ہونے سے قبل تعلیم الاسلام کالج۔ربوہ کے پرنسپل تھے۔آپ کا بہت رُعب تھا۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ طلبہ کے ساتھ بے حد محبت اور شفقت بھی فرماتے تھے۔بے شمار مثالیں خاکسار کے ذہن میں ہیں۔کالج میں تعلیم کے دوران خاکسار نے بی اے میں پولیٹیکل سائنس کا مضمون رکھا۔یہ مضمون حضرت پرنسپل صاحب خود پڑھاتے تھے۔آپ اپنے لیکچر کے دوران نوٹس لکھواتے ہوئے آکسفورڈ میں اپنی تعلیم کے واقعات بھی بیان فرماتے۔جس سے دلچسپی قائم رہتی۔ایک ایک طالب علم کی تعلیمی حالت کے ساتھ ساتھ اس کی صحت کی نگرانی بھی فرماتے۔وقتاً فوقتاً سویابین۔لیسی تھین کے علاوہ دیگر ادویات بھی عنایت فرمادیتے۔

خلافت کے بعد تو بالکل تبدیل ہوگئے۔طبیعت میں اتنی نرمی۔اتنی شفقت۔اتنا پیار نمایاں ہوگیا تھا جس کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا

تھا۔خلافت کے دوران خدا تعالیٰ نے آپ کو قبولیتِ دعا کے اعجاز سے نوازا تھا۔ یہاں تک کہ بسا اوقات آپ جیسا کہہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا تھا۔ بیشتر واقعات میں سے ایک ذاتی واقعہ عرض کرتا ہوں۔

خاکسار لاہور میں ''سوشل سیکورٹی آفیسر'' کی حیثیت سے صوبہ پنجاب میں ملازم تھا۔اس اثناء میں وفاقی حکومت کی وزارت محنت وافرادی قوت میں دو عہدوں کے لیے محکمہ لیبر کا تجربہ رکھنے والے افراد سے درخواستیں طلب کی گئیں۔ایک پوسٹ اسسٹنٹ ڈائرکٹر گریڈ 17 کی تھی جبکہ دوسری ڈپٹی ڈائرکٹر گریڈ 18 کی تھی حکومت پاکستان میں گریڈ 17 اور 18 کو اعلیٰ عہدوں میں شمار کیا جاتا تھا۔خاکسار نے دونوں پوسٹوں کے لیے درخواست ارسال کردی۔خیال تھا کہ سفارش وغیرہ تو کوئی ہے نہیں۔لہٰذا ممکن ہے کہ شاید گریڈ 17 میں انٹرویو کے لیے بلالیں۔لیکن ہر دو عہدوں میں سے کسی کے لیے بھی خاکسار پراُمید نہ تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو دعا کے لیے خط لکھا۔جواب آیا۔اللہ تعالیٰ آپ کو ڈپٹی ڈائرکٹر کے لیے کامیاب کرے۔ خاکسار تو یہ خیال کر رہا تھا کہ شاید اسسٹنٹ ڈائرکٹر گریڈ 17 کے لیے انٹرویو پر بھی نہ بلایا جاؤں۔لیکن حضور کی دعا تھی کہ اس سے سینئر پوسٹ ڈپٹی ڈائرکٹر گریڈ 18 کے لیے کامیابی نصیب ہو۔کافی وقت گزر گیا۔میں اس درخواست کو اپنے ذہن سے یہ سمجھ کر فراموش کر بیٹھا کہ مجھے انٹرویو کے لیے اہل نہ سمجھا ہوگا اور کسی سفارشی کی نامزدگی ہوگئی ہوگی۔ایک دن میں اپنے سرکاری کام سے شاہدرہ میں تھا کہ میرے ہیڈ آفس سے فون آیا کہ فوری طور پر ہیڈ آفس آؤ۔ وہاں گیا تو انہوں نے میرے سامنے ایک ٹیلیگرام رکھ دی۔جس میں میرے متعلق تحریر تھا کہ اگلے دن انٹرویو کے لیے اسلام آباد سیکرٹریٹ میں حاضر ہوں۔ ہیڈ آفس نے مجھے ہدایت کی کہ فوری طور پر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ خاکسار اسلام آباد پہنچا۔انٹرویو میں پیش ہوا۔بہت بڑا بورڈ تھا۔45 منٹ تک سوالات کی بوچھاڑ ہوتی رہی۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے کیا جواب دیے۔دوسرے صوبوں سے سینئر حاضر سروس کے عہدیدار بھی آئے ہوئے تھے۔بظاہر لگتا تھا کہ خاکسار کی سلیکشن کا امکان ناممکن ہے۔اسسٹنٹ ڈائرکٹر والی درخواست کا پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ان کے خیال میں میرا تجربہ اس پوسٹ کے لیے کم تھا،اس لیے انٹرویو میں نہیں بلایا گیا۔عجیب بات یہ تھی کہ جونیئر پوسٹ پر مجھے نااہل سمجھا گیا اور سینئر پوسٹ پر انٹرویو کے لیے بلایا گیا۔بہرحال انٹرویو کے بعد واپس لاہور آ گیا۔چند دن گزرے تو ہیڈ آفس نے اطلاع دی کہ تمہارا انتخاب بحیثیت ڈپٹی ڈائرکٹر گریڈ 18 ہوگیا ہے تم فوراً اپنی جاب جائن کرلو۔اندازہ کیجئے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو پورا کردکھایا اور ناممکن کو ممکن کردکھایا۔**الحمد للہ علی ذالک**۔

کراچی میں خاکسار کو جن دنوں قائد خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کراچی تشریف لائے۔ خاکسار کو اپنی اہلیہ کے ہمراہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ان دنوں خاکسار اسی وزارت کے ایک ذیلی ادارے اور سیز ایمپلائمنٹ کارپوریشن میں جنرل مینجر تھا۔شدید مخالفت ہو رہی تھی۔ میرے خلاف اخبارات میں خبریں اور اداریے شائع ہو رہے تھے۔دفتر کا سٹاف بھی مخالفت پر تُلا ہوا تھا۔اسلام آباد سے انکوائری کا آرڈر ہو چکا تھا۔ملاقات سے قبل خیال تھا کہ خاکسار اپنی پریشانیاں بتا کر دعا کی درخواست کرے گا لیکن حسب معمول حضور سے ملاقات کے دوران ذاتی باتیں پیش کرنے کا تو ہوش ہی نہیں رہا۔حضور چند جماعتی اُمور دریافت کرتے رہے اور خاکسار جواب دیتا رہا۔ملاقات کے بعد جب اُٹھنے لگے تو خاکسار کی اہلیہ کو خیال آیا کہ اپنے لیے دعا کی درخواست تو کی ہی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضور سے درخواست کی کہ حضور ان (خاکسار) کے لیے دعا کریں۔آج کل احمدیت کی وجہ سے شدید مخالفت ہے۔ پتہ نہیں اب ملازمت رہتی بھی ہے یا کہ نہیں۔حضور نے بڑے جلال کے ساتھ فرمایا:''تم اس کی فکر نہ کرو۔ یہ بہت بہادر ہے۔عنقریب اس کی پروموشن (ترقی) ہو جائے گی۔'' ملاقات کے بعد جب ہم واپس جا رہے تھے تو کراچی گیسٹ ہاؤس کے گیٹ پر حضور کے صاحبزادے مرزا فرید احمد صاحب نے دریافت کیا کہ ملاقات کیسی رہی!! خاکسار نے بتایا کہ ہمیں تو موجودہ ملازمت کے لالے پڑے ہوئے ہیں اور حضور فرماتے ہیں کہ تمہاری پروموشن ہو جائے گی۔ آپ یقین کریں

کہ حضور کے ارشاد کے چند ماہ بعد ہی غیر معمولی حالات میں خاکسار کی مخالفت کے باوجود ’’جنرل مینجر‘‘ سے ’’ڈائریکٹر‘‘ کے عہدے پر ترقی ہوگئی اس طرح خلیفہ وقت کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو خدا تعالیٰ نے من وعن پورا کر دکھایا۔

3) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

خلافت سے قبل حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے بے تکلّفانہ لیکن ادب واحترام والے تعلقات تھے۔ جب آپ صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے تو اس وقت بھی ملاقات رہتی تھی۔ پھر پاکستان پیپلز پارٹی کی مہم کے سلسلہ میں بھی آپ سے تعلق رہا۔ کراچی جب بھی تشریف لاتے تو ملاقات کا شرف عطا فرماتے۔ ہماری دعوت پر اپنے پہلے سے طے شدہ مصروف پروگرام سے وقت نکال کر مجالس سوال وجواب کے لیے تشریف لاتے۔ الغرض بہت محبت کا تعلق تھا۔

انتخابِ خلافت سے غالباً ہفتہ یا دو ہفتہ قبل کی بات ہے۔ آپ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔ جمعہ کی نماز کے لیے احمدیہ ہال تشریف لائے۔ عموماً جب ہال نمازیوں سے بھر چکا ہوتا تھا تو ہم باہر سڑک پر صفیں بچھاتے تھے۔ اس دن گٹر اُبل گئے تھے اور انتہائی بدبودار کالے رنگ کا کیچڑ سڑک پر پھیل چکا تھا۔ اسی پر صفیں بچھائی جارہی تھیں کیونکہ کوئی دوسری جگہ میسّر نہ تھی۔ آپ شریف لائے تو خاکسار نے ایک خادم سے کہا کہ اندر جگہ بنا کر میاں صاحب کو اندر لے جاؤ۔ کیونکہ باہر بہت بدبودار کیچڑ ہے۔ چنانچہ آپ سے درخواست کی گئی تو آپ نے وہیں بدبودار کیچڑ والی جگہ پر نماز پڑھنے کو ترجیح دی۔ خدا تعالیٰ کا انعام ملاحظہ کریں کہ یہی خاکساری اور عاجزی والا شخص چند دن کے بعد منصبِ خلافت پر سرفراز ہوا اور دنیا بھر کے احمدیوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

پاکستان سے ہجرت کے وقت سکھر تا کراچی ائیر پورٹ تک حضور اور آپ کے قافلہ کو پہنچانے کا انتظام محترم امیر صاحب کراچی نے قائد ضلع کراچی کی حیثیت میں اس عاجز کے سپرد کیا تھا۔ حالات کی نزاکت کے پیش نظر یہ طے کیا گیا کہ صرف چند افراد کو اس اہم کام میں شامل کیا جائے اور رازداری کو ہر صورت میں مدّ نظر رکھا جائے۔ چنانچہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور نصرت سے سارے اُمور بخوبی سرانجام دینے کی توفیق عطا ہوئی۔ حضور کی ہجرت اور کراچی کے انتظامات انتہائی ایمان افروز ہیں اور تفصیل چاہتے ہیں جن کے لیے شاید آپ کے رسالہ کے صفحات کافی نہ ہوں صرف اتنا عرض کر دوں کہ سارے کام اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے عین مطابق ہوئے۔ کسی انسانی تدبیر کو دخل نہ تھا۔

حضور کی ہجرت کے کچھ عرصہ بعد خاکسار پر ایک قاتلانہ حملہ ہوا۔ فائرنگ ہوئی۔ گاڑی تقریباً تباہ ہوگئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جان بچالی۔ پھر حکومت پاکستان کی طرف سے مجھے گرفتار کرنے اور ایک جعلی مقدمہ بنا کر سزا دینے کا منصوبہ بنایا گیا۔ حضور نے لندن سے محترم امیر صاحب کراچی کو ہدایت فرمائی کہ اس عاجز کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت دو خدام سیکورٹی کے لیے ہمراہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان خدام کو بہترین جزاء سے نوازے۔ جنہوں نے حضور کے ارشاد پر اس عاجز کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کو بھی خطرے میں ڈالا۔ جب خاکسار کو گرفتار کرنے کے لیے پولیس نے چھاپے مارے تو جماعت کراچی نے حضور کی ہدایت کے مطابق خاکسار کی روپوشی کا انتظام کیا۔ اس اثناء میں ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست دی گئی جو سیشن کورٹ نے مارشل لاء ہیڈ کوارٹر کے دباؤ میں آکر ردّ کر دی۔ سندھ ہائی کورٹ میں اپیل کی تو جج نے کئی پیشیوں کے بعد ضمانت قبل از گرفتاری منظور کر لی۔

4) حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

خاکسار جب کراچی میں تھا۔ حضور اس وقت غانا میں تھے۔ اس لیے شاذ ہی ملاقات ہوئی ہو۔ البتہ خاکسار نے انہیں بچپن میں دیکھا تھا۔ جب ایک مختصر عرصہ کے لیے خاکسار نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول ربوہ میں بطور استاد کام کیا۔ حضور غالباً ساتویں جماعت میں تھے۔ سب بچوں سے الگ نہایت ذہین، سنجیدہ اور نیک نظر آتے تھے۔ دوسرے لڑکوں کی طرح کوئی شوخی نہ تھی۔ اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ الغرض بچپن سے ہی نیک شخصیت

نمایاں تھی۔

خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور سے کافی ملاقاتیں ہوئیں۔حضور کی پر نور اور پر شفقت عنایات اور دعاؤں سے مستفیض ہونے کے مواقع ملتے رہے۔اور اب تک مل رہے ہیں۔خاکسار اور خاکسار کے تمام بچوں کے ساتھ حضور بہت شفقت فرماتے ہیں۔حضور کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔

میرا یہ تجربہ ہے کہ جب بھی کوئی جماعتی یا ذاتی پریشانی لاحق ہوتی تو خاکسار حضور کی خدمت میں دعا کے لیے خط لکھتا ہے اور ابھی خط پوسٹ ہی ہوا یا فیکس نکلی ہی ہے کہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔یہ حقیقت ہے اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ جسے خدا تعالیٰ خلافت کے منصب پر سرفراز کرتا ہے اس کی دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نوازتا ہے۔حضور کی قبولیتِ دعا کے بہت سے واقعات ہیں۔اختصار کے ساتھ چند ایک عرض کر دیتا ہوں۔

میری ایک بیٹی کے خانگی حالات میں کچھ مسائل پیدا ہو گئے۔حضور کی دعا اور مشورہ سے اس کے لیے سکون اور راحت کے سامان پیدا ہوئے اور اب وہ بچی بہت خوش وخرم ہے۔خاکسار کی ایک بیٹی کی شادی کے بعد آٹھ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی تو اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا۔خاکسار کی ایک نسبتی ہمشیرہ شدید بیمار ہوئیں۔ہسپتال میں داخل ہوئیں۔انہیں دل کا عارضہ لاحق تھا۔ہسپتال میں ہی علاج کے دوران کئی دوسرے عوارض بھی سامنے آ گئے۔پھیپھڑوں میں پانی چلا گیا۔ایمرجنسی میں رکھا گیا۔ڈاکٹروں نے نا اُمیدی کا اظہار کر دیا اور ایک دن یہ کہہ دیا کہ اپنے فون کھلے رکھیں کیونکہ اگلے چوبیس گھنٹے میں آپ کوئی تکلیف دہ خبر سنیں گے۔گھر والوں کو بھی ذہنی طور پر صدمہ کے لیے تیار کریں۔ہم نے ان کے بچوں کو اکٹھا کر کے سمجھایا اور ان کے ذہنوں کو کسی بڑے صدمہ کو برداشت کرنے کے لیے تیار کیا۔اسی اثناء میں ہم حضور کو فیکس کے ذریعہ مطلع کرتے رہے اور دعا کی درخواست کرتے رہے۔آپ یقین کریں کہ وہ رات خیریت سے گذر گئی۔دوسرے دن ڈاکٹروں نے کہا ہم نے ایسے مریض کو صحت یاب ہوتے نہیں دیکھا۔یہ تو ایک معجزہ ہے کہ ایک مردہ زندہ ہو گیا۔یہ ہے خلیفہ وقت کی قبولیتِ دعا کا اعجاز۔اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو ہمیشہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔صحت والی فعّال زندگی سے نوازے۔اور موعود فتوحات حضور کے عہد میں جلد از جلد دکھائے آمین۔

4۔پاکستان میں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

ابتداء میں تو کراچی میں حالات بہتر تھے۔جنرل ضیاء نے مجھے بلایا تھا۔کراچی سے مولویوں کے ایک وفد نے ضیاء سے مطالبہ کیا تھا کہ کراچی میں قادیانی ڈائرکٹر کو برطرف کیا جائے۔اخبارات میں بھی مہم چلائی گئی۔لیکن جنرل ضیاء نے ان کے مطالبہ کو نہ سنا۔پھر 1985ء میں جنرل ضیاء نے اسلام آباد میں میرے باس کو کہا: ''میں تمہارے محکمہ میں کراچی کے قادیانی ڈائرکٹر کو دیکھنا نہیں چاہتا۔اسے فوراً سین سے آف کر دو'۔ میرا باس ایک فوجی افسر بریگیڈیر تھا۔خاکسار سے اس کا پیار کا تعلق تھا۔اس نے خود کراچی آ کر ساری بات مجھے بتائی۔اور بتایا کہ مارشل لاء کی فوجی حکومت میں سین سے آف کر دینے کا مطلب ''قتل کر دینا ہے''

5۔ہجرت کے واقعات

مسلسل تکالیف دی جاتی رہیں۔میری گاڑی کا تعاقب کیا جاتا اور ہراساں کیا جاتا رہا۔ایک دفعہ بچیوں کو اسکول سے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ہمارا ڈرائیور وقت پر پہنچ گیا اور وہ کوشش ناکام ہو گئی۔کراچی میں طارق روڈ کی بغلی اسٹریٹ میں خاکسار پر سٹین گنوں سے فائرنگ ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے اس قاتلانہ حملہ سے بچا لیا۔اخبارات اور رسائل میں خاکسار کے خلاف بے سروپا باتیں لکھی گئیں۔جھوٹا کیس بنا کر گرفتار کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لندن میں تھے۔بعض اطلاعات کی بناء پر حضور نے خاکسار کو پیغام دیا کہ یہ تمہیں چھوڑیں گے نہیں۔لہٰذا ملک چھوڑ دو۔خاکسار کبھی بھی ملک چھوڑنے کے حق میں نہیں رہا۔جس محکمہ کا سربراہ تھا۔اس کا کام ہی بیرونی ممالک میں ملازمت دلوانا تھا۔خاکسار کو بھی سعودی عرب میں ایک امریکن کمپنی کی طرف سے آفر ہوئی تھی۔جس کے لیے خاکسار نے معذرت کر دی تھی۔حضور نے از راہِ شفقت مکرم شیخ مبارک احمد

صاحب جوان دنوں امریکہ کے امیر اور مبلغ انچارج تھے۔اسی طرح کچھ اور دوستوں کو بھی ارشاد فرمایا کہ خاکسار کے لیے پاکستان سے باہر نکلنے کا کوئی انتظام کریں۔خاکسار کے بھائی داؤد احمد خاں جو ناروے میں مقیم تھے۔انہوں نے ناروے کا ویزہ اسپانسر کروایا اور ٹکٹ بھی ارسال کی۔لیکن وہاں یہ مشکل تھی کہ میرا چونکہ سرکاری پاسپورٹ تھا۔جس کے لیے بیرون ملک سفر کے لیے N.O.C کی ضرورت ہوتی تھی جو اسلام آباد سے وزارت داخلہ جاری کرتی ہے۔حالات کے پیش نظر N.O.C کا حصول ناممکن تھا۔لہٰذا اس پاسپورٹ پر ویزا نہیں لگ سکتا تھا۔محترم امیر صاحب کراچی کو اس اَمر کا علم تھا۔چنانچہ انہوں نے کسی طریقہ سے پاسپورٹ بنوایا اور اس پر خاکسار کا ویزا لگا اور بمعہ اہل خانہ خاکسار نے ہجرت کی۔جب خاکسار اپنے اہل وعیال کے ساتھ کراچی سے ناروے کے لیے روانہ ہونے لگا تو ایک مسئلہ درپیش تھا۔وہ یہ کہ معلوم ہوا کہ میرا نام ای۔سی۔ایل (ایگزٹ کنٹرول لسٹ) میں ہے اور میں ملک سے باہر نہیں جا سکتا۔خاکسار نے ایک احمدی نوجوان جو امیگریشن میں کام کرتا تھا۔اسے معاونت کے لیے کہا۔کہ وہ ائیرپورٹ پر آ جائے۔ہم ائیرپورٹ گئے تو ناروے کی ایک فیملی سیّد احمد علی شاہ صاحب مرحوم،خالہ شریفاں صاحبہ مرحومہ اور ان کے خاندان کے افراد مل گئے جو ناروے واپس جا رہے تھے۔اس طرح خاکسار کی فیملی کو اطمینان ہو گیا کہ سفر اچھا گزرے گا۔امگریشن والوں نے شاہ صاحب مرحوم کی فیملی کو کلیئر کر دیا۔میرے بیوی بچوں کو بھی کلیئر کر دیا۔اور یہ سب بس میں بیٹھ کر ہوائی جہاز میں سوار ہو گئے۔میرا پاسپورٹ ایک کلرک لے کر ڈپٹی ڈائرکٹر کے پاس چلا گیا۔اور میں بیٹھا انتظار کرتا رہا۔اسی اثناء میں وہ نوجوان آ گیا۔اس نے تاخیر کے لیے معذرت کی۔اور جب اسے میرے پاسپورٹ کا معلوم ہوا۔تو وہ سیدھا اندر گیا اور کچھ دیر میں میرا پاسپورٹ لے کر آ گیا۔ائیرپورٹ سیکورٹی فورس کی گاڑی میں بٹھا کر جہاز تک لے آیا اور وہاں پاسپورٹ میرے حوالے کر دیا۔جہاز میں سوار ہونے والا میں آخری مسافر تھا۔جب میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ تھا؟ تو اس نے کہا: قائد صاحب! پھر جب ملیں گے تو بتاؤں گا۔اس کے بعد آج تک نہ میں پاکستان گیا اور نہ ہی اس نوجوان سے ملاقات ہو سکی۔ایک جعلی اور جھوٹا مقدمہ خاکسار پر قائم کیا گیا۔وہاں سے ہجرت کر جانے کے بعد کچھ عرصہ تک وکلاء پیش ہوتے رہے۔بعدازاں ضمانت ضبط ہو گئی اور خاکسار کو مفرور ملزم قرار دے دیا گیا۔جس کی وجہ سے پاکستان نہیں جا سکتا۔

6۔آپ ناروے کب تشریف لائے؟

خاکسار روسی فضائی کمپنی ائیروفلوٹ کے ذریعہ کراچی سے تاشقند اور ماسکو ہوتا ہوا مورخہ یکم جولائی 1986ء کو اوسلو پہنچا۔اس وقت اوسلو کا ائیرپورٹ ''فورنے بؤ'' پر ہوا کرتا تھا۔سمندر کا کنارا تھا۔جہاز لینڈ کرتے ہوئے ایسے معلوم دیتا تھا گویا رن وے کی بجائے سمندر میں لینڈ کر رہا ہے۔

ائیرپورٹ پر سیّد مبارک احمد شاہ صاحب اور ان کی بیگم،خاکسار کے بھائی داؤد خاں،ان کے دوست خواجہ ظہیر ہمیں لینے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ناروے کی جماعت نے ہمیں بہت پیار دیا۔بہت خیال رکھا۔جس کی وجہ سے ہم اپنی تکلیف اور دکھ کی حالت کو بھول گئے۔جزاھم اللہ احسن الجزاء

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خاکسار اور خاکسار کے اہل وعیال کے ساتھ بے حد پیار تھا۔جب بھی خیال آتا ہے تو گھنٹوں حضور کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔

جب ہم یہاں آئے تو کچھ مہینوں کے بعد حضور یہاں تشریف لائے۔اس وقت خاکسار کی چھ بیٹیاں تھیں اور نرینہ اولاد کوئی نہ تھی۔حضور نے فرمایا ''کیا خیال ہے کہ پھر بیٹی ہو جائے گی۔انشاء اللہ اب ایسا نہیں ہوگا۔اب شرطیہ بیٹا ہوگا۔۔۔'' ہم نے عرض کیا ''اگر خدا تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا تو ہم اسے وقف نو میں پیش کر دیں گے'' چنانچہ حضور کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں چھ بیٹیوں کے بعد 1990ء میں ایک بیٹے سے نوازا۔حضور نے اس کی پیدائش پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور اس کا نام ''سفیر احمد'' رکھا۔اب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ یوکے سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد انگلستان کے ایک شہر ''جلینگھم'' میں بطور مربی اور اسی طرح جماعت کے ریڈیو ''وائس آف اسلام'' میں خدمات بجالانے کی توفیق پا رہا

ہے۔الحمدللہ علی ذالک

7۔اپنی زندگی کا کوئی ناقابل فراموش واقعہ

میری زندگی کی ناقابل فراموش رات 30اپریل 1984ء کی تھی جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کراچی سے لندن روانگی کے انتظامات خاکسار اور خاکسار کے چند ساتھیوں کے ذمّہ تھے۔اس رات ہم سب اپنے اپنے گھروں سے یہ بتائے بغیر نکلے کہ ہم کہاں جارہے ہیں۔خود میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ آج رات کسی خاص مشن پر جارہا ہوں۔دعا کرنا۔اگر صبح زندہ سلامت آ گیا تو بچوں کے لیے نہاری لے کر آؤں گا۔ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ آج رات کیا ہونے جارہا ہے۔انہوں نے یہی سمجھا کہ خاکسار کہیں اندرون سندھ سکھر وغیرہ جارہا ہے۔کیونکہ ان دنوں اندرون سندھ اور بلوچستان بھی مرکز نے عمومی اُمور کے سلسلہ میں جماعت کراچی اور خدام الاحمدیہ کراچی کے سپرد کر دیا تھا۔

اس رات ہم میں سے ہر فرد نے اپنے دل میں یہ عہد کیا تھا کہ جان قربان ہو جائے لیکن خلیفہ وقت پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دیں گے۔ہم سمجھتے تھے کہ ساری دنیا کی جماعت کے سامنے ہم اس امانت کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ائیر پورٹ کے انتظامات میں ایسے ایسے ایمان افروز واقعات ہیں جو تفصیل چاہتے ہیں۔

8۔آپ کو جماعت کی خدمت کا موقعہ کس کس رنگ میں ملا؟

بچپن سے ہی اطفال الاحمدیہ میں مختلف حیثیتوں میں کام کرنے کی توفیق عطا ہوتی رہی۔پھر خدام میں بھی فیصل آباد میں خدام الاحمدیہ کے ناظم تربیت، لاہور میں قیادت اسلامیہ پارک میں نائب قائد۔اسی طرح گھٹیالیاں قیام کے دوران مختلف جماعتی کاموں میں اللہ تعالیٰ توفیق دیتا رہا۔کراچی قیام کے دوران سیکرٹری عاملہ، نائب جنرل سیکرٹری۔ایڈیشنل سیکرٹری امور عامہ کے علاوہ خدام الاحمدیہ میں ضلع کراچی کے قائد اور معاون صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی حیثیت میں خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔ضلع کراچی اور کراچی کی کئی مجالس کئی سالوں تک پاکستان بھر کی مجالس میں اوّل آتی رہیں۔

ناروے آنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نائب امیر نامزد فرمایا۔بعدازاں بحیثیت نیشنل امیر 1989ء تا 1993ء اور 2003ء تا 2016ء خدمت کی توفیق عطا ہوئی۔

1994ء تا 2000ء جماعت ہولملیا کے صدر کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا۔الغرض مجھے یاد نہیں کہ کبھی کوئی ایسا وقت اس عاجز کی زندگی میں آیا ہو جب کسی جماعتی خدمت سے محروم رہا ہوں۔دعا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔تمام کوتاہیوں غفلتوں اور غلطیوں کو معاف کر دے اور کمزوریوں کی پردہ پوشی فرمائے اور انجام بخیر ہو۔آمین

9۔ناروے کے حوالے سے ناقابل فراموش کام؟

مسجد بیت النصر کی تعمیر ایک کام ہے جس کی تکمیل خاکسار کے لیے ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے۔اس قدر مشکلات اور رکاوٹیں پیش آتی رہیں۔کہ بسا اوقات تعمیر کے دوران یوں معلوم دیتا تھا کہ کام رک گیا ہے۔اب شاید یہ منصوبہ کبھی مکمل نہ ہو سکے گا۔کبھی فنڈز کی کمی۔کبھی کنٹریکٹر کا مزید رقوم پر بے جا اصرار۔کبھی غیر از جماعت مسلمانوں کی طرف سے مخالفت اور کبھی ہمارے نیشنلسٹ نارویجن بھائیوں کی طرف سے اسلام کی مخالفت۔ایک وقت میں کچھ شر پسند لوگوں نے مسجد کی شیشے کی کھڑکیاں توڑ دیں اور دیواروں میں فضول نعرے لکھ کر مسجد کا نقصان کیا۔پھر تعمیر مکمل ہونے پر کمیون میں اجازت کے لیے بعض افراد کی طرف سے شدید مخالفت۔

ان سب حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں اور آپ کے مشورے ہمارے شامل حال رہے۔اگر میں یہ کہوں کہ مسجد کی تعمیر دراصل حضور انور کی خصوصی دعا، مسلسل توجہ اور تحریک کے ذریعہ ہی ممکن ہو سکی۔تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔افراد جماعت نے بے مثال قربانیاں پیش

کیں۔ہماری بعض بزرگ خواتین اور احباب کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعہ تحریک کی۔الحمد للہ کہ ہمیں 30 ستمبر 2011ء کا دن دیکھنا نصیب ہوا جب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس ازراہ محبت وشفقت اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔

10۔آج کی نوجوان نسل کو آپ کیا نصیحت کرنا چاہیں گے؟

نوجوان نسل کو خاکسار کا یہ پیغام ہے کہ وہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام خطبات جمعہ غور سے سنا کریں۔اور پھر ان نصائح پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں۔

حضور نے بار بار افراد جماعت کو پنج وقتہ نماز باجماعت کی ہدایت فرمائی ہے۔میں بھی حضور کے ارشاد کے مطابق اپنی بچیوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ نماز میں غفلت اور سستی نہیں ہونی چاہیے۔اسی طرح ہماری بہنوں کو بھی چاہیے کہ اپنی اولاد کو نمازی بنائیں۔اپنے بھائیوں۔خاوندوں اور دیگر عزیز مردوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کیا کریں اور انہیں نماز کا عادی بنائیں۔اسی میں ہماری فلاح ہے اور اسی میں کامیابی اور فتح کا راز پنہاں ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس فرض کو ہمیشہ بجالانے کی توفیق سے نوازے۔آمین

دعائیہ اعلانات

=محترمہ لبنیٰ کریم مجلس کرستیان ساند اپنے دو نواسوں کے بعد نواسی عائشہ کی ولادت پر سب کے نیک،خوش قسمت اور خادم دین ہونے کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

=محترمہ نصرت خواجہ مجلس فرید رکستاد اپنے بڑے بیٹے معاذ احمد خواجہ جس نے خدا تعالیٰ کے فضل سے چھ سال اور دو ماہ کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کیا ہے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک اور خادم دین بنائے۔اسی طرح اپنی بیٹیوں اور خاوند کی صحت وتندرستی اور سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔خدا تعالیٰ میری ساری اولاد کو نیک اور جماعت کی خدمت کرنے والا بنائے۔آمین

=محترمہ عتیقہ ناصر مجلس بیت النصر ثانی سے اپنے چھوٹے بھائی کلیم احمد جو جرمنی میں ہے اور بیمار ہے۔اس کی کامل شفاء اور صحت والی زندگی کے لیے نیز اپنے بچوں کے نیک اور ان کی صحت والی زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

=محترمہ نادرہ نسرین اپنے بچوں کی کامیابی اور صراط مستقیم پر چلنے نیز اپنے میاں کی صحت وتندرستی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

=محترمہ ثنا فرخ اپنے میاں اور بچوں کی صحت وسلامتی اور کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

=محترمہ امتہ الصبور را اپنے میاں اور بچوں کی صحت وتندرستی اور کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

=عزیزہ عندلیب انور دینی خدمت اور دنیوی امتحان میں کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

=محترمہ راحیلہ آمین اپنی اور اپنے میاں کی صحت وتندرستی والی زندگی اور بچوں کی کامیابی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

=محترمہ سعیدہ نعیم اپنے میاں،بچوں اور اپنے لیے صحت وتندرستی اور کامیاب زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

=محترمہ ثمینہ ظہور اپنے میاں،بچوں اور اپنے لیے صحت وتندرستی اور کامیاب زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

=محترمہ طیبہ رضوان اپنے میاں،بچوں اور اپنے لیے صحت وتندرستی اور کامیاب زندگی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

=محترمہ بلقیس اختر اپنے میاں اور اپنی صحت وتندرستی اور بچوں کی کامیاب زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

=محترمہ منصورہ نصیر اپنے شوہر کی صحت وتندرستی والی فعال لمبی زندگی اور خدمت دین کی توفیق پانے کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

رپورٹ نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ وناصرات الاحمدیہ

از طرف نیشنل سیکریٹری فاخرہ جاوید

امسال لجنہ اماءاللہ وناصرات الاحمدیہ ناروے کا 2 روزہ 36 واں نیشنل اجتماع 18 تا 19 مارچ 2017 کو مسجد بیت النصر میں منعقد کیا گیا۔لجنہ وناصرات الاحمدیہ نے علمی مقابلہ جات تلاوت،تقاریر اردو وناروجین،نظموں،فی البدیہہ اور بیت بازی میں حصہ لیا۔علمی مقابلہ جات نماز ہال میں جبکہ ورزشی مقابلہ جات مسرور ہال میں منعقد کیے گئے۔امسال حضور انور کے ارشاد کے مطابق لجنہ اور ناصرات کے اجتماعات علیحدہ علیحدہ ہال میں کیے گئے۔

لجنہ معیار اول اور لجنہ معیار دوئم میں تقاریر کی بجائے ڈبیٹ لجنہ معیار دوئم اور انبیاء پر پریزینٹیشن لجنہ معیار اول کے مقابلہ جات رکھے گئے جو کہ سب نے پسند بھی کیے۔

مورخہ 18 مارچ کو اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا،اردو اور ناروجین میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔تلاوت،نظم اور عہد نامہ کے بعد نیشنل صدر صاحبہ محترمہ سیدہ بشریٰ خالد صاحبہ نے افتتاحی خطاب کیا،حضور انور سے موصول ہونے والا پیغام پڑھ کر سنایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد باقاعدہ علمی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام مقابلہ جات بہت دلچسپ رہے۔مقابلہ جات کے دوران وقفہ نماز وطعام سے قبل صدر صاحبہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی طرف سے موصول ہونے والا پیغام جس میں حضور انور نے لجنہ و ناصرات کو مخاطب کر کے قیمتی نصائح فرمائیں دوبارہ پڑھ کر سنایا۔بعد میں اس پیغام کا ناروجین ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا۔ پہلے دن آخری دو گھنٹے میں ورزشی مقابلہ جات رکھے گئے جس میں لجنہ نے بھرپور حصہ لیا اور خوب انجوائے کیا۔ناصرات کے ورزشی مقابلہ جات بروز اتوار رکھے گئے۔ بروز ہفتہ نیشنل سیکریٹری تبلیغ نے ایک پریذنٹیشن تیار کی جس میں دجال کے بارہ میں بتایا اور تبلیغ کرنے کے نئے راستے کیا ہو سکتے ہیں۔

دوسرے دن 19 مارچ بروز اتوار کو بھی علمی مقابلہ جات جاری رہے اور دونوں دن نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء باجماعت ادا کی گئیں۔ اس دن نیشنل سیکریٹری تربیت نے پردہ اور حیاء کے متعلق سوال جواب کی صورت میں ایک پروگرام رکھا اور بعد میں ممبرات سے بھی سوالات کیے گئے۔

اجتماع کے آخری سیشن میں تقسیم انعامات کی تقریب رکھی گئی جس میں علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی لجنہ وناصرات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماع کامیاب رہا۔

اختتامی دعا محترمہ صدر صاحبہ نے دعا کروائی جس کے بعد اجتماعی وقار عمل میں سب نے حصہ لیا۔اس طرح خدا کے فضل سے ہمارا اجتماع وقت مقررہ پر اختتام پذیر ہوا۔

حاضری لجنہ وناصرات: بروز ہفتہ :310 بروز اتوار :330

پیاری ناصرات :ہمیشہ خوش رہیں

آپ سب کو آپ کے پیارے رسالے زینب کی طرف سے نیا سال مبارک ہو۔اس نئے سال کو آپ نے کیسے گزارنے کا فیصلہ کیا ہے؟ یقیناً آپ نے کچھ نہ کچھ سوچا ہوگا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 2016ء میں ارشاد فرمایا تھا

کہ ہمیں اپنے محاسبہ نفس کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور اس عزم کے ساتھ اس سال کو شروع کریں کہ جو کمزوریاں اور خامیاں گزشتہ سالوں میں ہوئیں اُن کو چھوڑنے کا آپ اس سال میں ضرور ارادہ کریں گی۔انشاءاللہ

اور برائیاں دور کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔قرآن کریم میں آتا ہے کہ نماز ہر قسم کی برائی اور فحشاء سے بچاتی ہے۔چنانچہ اپنے ماحول میں موجود برائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے ہمیں پنجوقتہ نماز کی عادت ڈالیں۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

سنہری اقوال

☆ شکست کھانا بری بات نہیں،شکست کھا کر ہار مان جانا بری بات ہے

☆ آسماں پر نگاہ ضرور رکھو مگر یہ مت بھولو کہ پاؤں زمیں پر ہی رکھے جاتے ہیں

☆ غصہ ہمیشہ تنہا آتا ہے،مگر جاتے ہوئے عقل،اخلاق اور شخصیت کی خوب صورتی کو لے جاتا ہے

☆ سچائی کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی

☆ اچھی کتابیں بہترین دوست ہیں

پیارے حضور کی پیاری باتیں

(خطاب اجتماع وقف نو برطانیہ 26 فروری 2017ء)

1 ۔ طلباء پڑھائی کو بہانہ کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ نماز رہ گئی ہے۔

2 ۔ وہ سمجھتے نہیں کہ نماز ڈھال ہے جو برائیوں سے روکتی ہے۔

3۔نماز کا حق نہ ادا کرنے سے وہ دوسری برائیوں میں پڑ رہے ہیں۔

4۔اگر نمازوں کو اخلاص سے ادا کریں گے تو اس میں ایک لذت پیدا ہوگی

5۔پھر وہ معیار حاصل ہوگا جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے۔

6۔اس طرح خالق سے تعلق پیدا کر کے دوسروں کو بھی تحریک کرنے والے ہونگے۔

7۔عبادت کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے

8۔نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کریں سکول اور کالج کے علاوہ باقی مقامی بیوت الذکر میں ادا کریں۔

اس ماہ کا پیغام

محنت اتنی خاموشی سے کرو کہ تمھاری کامیابی شور مچائے۔

حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعہ عریانی اور بے حیائی کا ایک طوفان اُمڈ آیا ہے ایک احمدی لڑکی کا فرض ہے کہ وہ کسی احساس کمتری کے بغیر، فیشن کی تقلید کرتے ہوئے اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ بے حیائی کا یہ سیلاب اسے بہا لے جائے۔ بلکہ اپنے کردار و عمل سے ایک مضبوط بند اس کے آگے باندھ دے اور دنیا پر یہ ثابت کر دے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی عزت و عصمت کی حفاظت دوسروں سے زیادہ بہتر انداز میں کر سکتی ہے

(الفضل 19 اکتوبر 2011)

بادشاہ اور کسان

ہندوستان کا فرمانرواں قطب الدین ایبک شکار کرتے کرتے ایک کھیت میں جا پہنچا۔ کھیت میں ایک کسان ہل چلا رہا تھا

قطب الدین ایبک نے اس سے پوچھا۔ ''میرے وطن کے عظیم کسان! تم اتنی محنت کر کے دن میں کتنی کمائی کر لیتے ہو؟''

وہ بولا ''بادشاہ سلامت چار روپے کما لیتا ہوں۔''

بادشاہ نے پھر پوچھا: تم ان روپوں کو کس طرح خرچ کرتے ہو؟

آگے سے کسان نے جواب دیا: بادشاہ سلامت پہلا روپیہ میں خود پر خرچ کرتا ہوں۔ دوسرا ادھار دیتا ہوں، تیسرا قرض اتارنے میں اور چوتھا کنوئیں میں پھینک دیتا ہوں۔

''میں تیری ان باتوں کا مطلب نہیں سمجھا۔''

کسان نے جواب دیا: بادشاہ سلامت ایک روپیہ اپنے پر اور اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہوں۔ دوسرا روپیہ اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہوں تا کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں تو وہ میرا خیال رکھیں، گویا ان کو ادھار دیتا ہوں۔

تیسرا روپیہ اپنے بوڑھے ماں باپ پر خرچ کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے مجھے بڑی محنت سے پالا پوسا۔ ان کا قرض اتارتا ہوں

اور آخر میں چوتھا روپیہ خیرات کر دیتا ہوں۔ جس کا انعام مجھے دنیا میں نہیں چاہیے، اس کا صلہ مجھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی ذات دے گی۔

پسندیدہ دعا

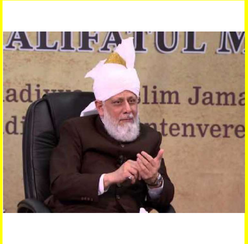

ایک واقفہ نو بچی نے کینیڈا میں منعقد کلاس واقفات نو میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ آپ کی پسندیدہ دعا کیا ہے؟ اس پر حضور نے فرمایا: ہر دعا مختلف وقتوں میں پسندیدہ بن جاتی ہے۔ سب سے زیادہ میں درود شریف پڑھتا ہوں اور یہ بھی مجھے پسند ہے

رَبِّ اِنِّی لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْر

روزنامہ الفضل ۴ نومبر ۲۰۱۶ ص نمبر ۴

''اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنے بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں

کیا ہم شوریٰ کی اس تجویز کے مطابق اپنی اور اپنے بچوں کی اصلاح کی کوشش کر رہے ہیں؟

لطائف

بیٹا: ابا جان میرے لئے بازار سے آتے ہوئے سب سے اچھا پھل لیتے آیئے گا

باپ: بیٹا سب سے اچھا پھل تو صبر ہے

لہٰذا: تم صبر کرو۔۔۔۔ ہاہاہاہا

بچہ پہلے دن اسکول سے واپس آیا۔ ماں نے پوچھا ''بیٹے آج تم نے کیا سیکھا؟''

''کچھ نہیں'' بچے نے سادگی سے جواب دیا ''کل پھر جانا پڑے گا''

استاد شاگرد سے: جس آدمی کو سنائی نہ دے اس کو انگلش میں کیا کہیں گے؟؟

سردار شاگرد: جو مرضی کہہ دو۔ اس کو کونسا سنائی دے گا

ماسٹر صاحب نے کاہلی پر مضمون لکھ کر لانے کو کہا۔

ایک شاگرد کی کاپی چیک کی تو تمام صفحات خالی تھے

آخری صفحے کے نیچے لکھا تھا۔۔۔ ''اسے کہتے ہیں کاہلی''

سالانہ اجتماع2017
ناصرات الاحمدیہ ناروے

محض خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ لجنہ و ناصرات کا سالانہ اجتماع 18/19 مارچ کو بیت النصر اوسلو میں منعقد کیا گیا۔ اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے اردو اور نوشک ترجمہ اور منظوم کلام کے ساتھ ہوا۔ بعد میں نیشنل صدر صاحبہ ناروے نے خلیفۃ المسیح کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو پیارے حضور نے ازراہ شفقت لجنہ و ناصرات کے اجتماع کے لئے ارسال فرمایا تھا۔

عہد نامہ اور دعا کے بعد باقاعدہ مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔

پہلے روز ناصرات کے علمی مقابلہ جات ہوئے جس میں حسن قرأت، اُردو اور نوشک تقاریر، نظم فی البدیہہ تقریر، بیت بازی کے مقابلے شامل تھے۔ اس کے علاوہ ''نماز کی اہمیت'' کے حوالے سے ناصرات کو پریزینٹیشن دکھائی گئی۔ بعد میں تینوں معیاروں کا نوشک میں پیپر حل کروایا گیا۔

اُردو کا مقابلہ بھی کروایا گیا۔ جس میں ناصرات کو پروجیکٹر پر تصویر دکھائی گئی۔ اس میں موجود چیزوں کے نام اُردو میں لکھنے تھے۔

اجتماع کے دوسرے روز ناصرات کی کھیلیں کروائی گئیں۔ جس میں پیغام رسانی، تین ٹانگوں والی دوڑ، chair game، sack race وغیرہ شامل تھیں۔

نیشنل اجتماع کے موقع پر ڈرائنگ کے مقابلے کی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے حوالے سے تھا۔ 34 ناصرات نے اس نمائش میں خوب صورت تصاویر ڈرائنگ کر کے حصہ لیا۔

book stal پر شعبہ ناصرات کے تحت تیار ہونے والی تربیتی کہانیوں کی کتابیں سب کی پسندیدگی کا مرکز بنی رہیں۔

تقریب تقسیم انعامات کے بعد نیشنل صدر صاحبہ کے اختتامی خطاب اور دعا سے اجتماع کا اختتام ہوا۔

Finn fem feil

Gåter

Hvor kommer fredag før torsdag?

Hva er høyere uten hode enn med?

Hva er svart når det er rentog hvitt når det er

Hva blir stadig høyere, men kan aldri bli mindre?

Hvor er havet uten bølger, elvene uten vann, skogen uten trær, byene uten hus og fjellene helt flate

Fyll inn tomrommene i hadithene

Denne verdenen er et ____________for de troende, og et paradis for de vantro.

Et folks ___________, er deres tjener.

Unngå helvetes ild, om det så er gjennom å gi en halv _______________.

Iblant løser man problemer ved å _____________.

Den som ikke er takknemlig ovenfor ________________, er heller ikke takknemlig ovenfor Allah.

Gjerninger bedømmes ut fra ____________________.

En muslim er et ______________ for en annen muslim

- Leder
- Intensjonen
- Fengsel
- Mennesket
- Prate
- Speil

1.1 ordboka 2.Pute 3.Tavle 4.Alderen 5.På kartet

Bønnen

Av Rabea Huma Qaisrani

Bønnen er en av fem søyler i islam, og er noe enhver muslim er pålagt å utføre fem ganger daglig. Bønnen, *salah*, er av høyeste prioritet i den hellige Koranen, og mange fordeler har blitt lagt frem. Blant annet sies det: «… bønnen holder visselig (mennesket) borte fra skjendige tanker og alt det onde …» (29:46). I en *hadith* blir det berettet at den hellige profeten (måtte Allahs fred og velsignelser være med ham) en gang sa: «sannelig er det en kur i *salah*". I lys av denne beretningen skal vi legge frem noen helsemessige fordeler ved bønnen.

1. Bønnen er en fin måte å trene på for å unngå fordøyelsesproblemer. Om morgenen, når magen er tom, forlanges det færre *rakaat* i motsetning til senere på dagen etter større måltider.

2. Ved starten av bønnen når man fører armene mot ørene, *takbir*, brukes musklene i overkroppen noe som igjen fører til økt blodsirkulasjon i dette området.

3. Kanskje den viktigste delen av bønnen er *sajdah*, hvor vi berører bakken med pannen. Denne stillingen øker tilførselen av oksygenrikt blod til hjernen.Lignende stillinger er vanlige også i yoga på grunn av den samme effekten.

4. Under *tashahud*-stillingen er hoften, albuene, kneleddet og ryggraden i en slik stilling at hele kroppen slapper av. Det blir lagt trykk på kroppsdeler som fungerer som massasje for å frigjøre eventuelle spenninger i kroppen.

Vi ser at bønnen ikke bare er med på å pleie vårt indre, men også vårt ytre. Vi bør derfor prøve å be alle de fem daglige bønnene til rett tid, og på en god måte, slik at vi kan dra nytte av denne velsignelsen på ytterst mulig vis.

Hadith angående de 5 daglige bønnene

Fajr:
Den som går glipp av fajr-bønnen vil bli fratatt lyset i ansiktet.

Zuhur:
Den som går glipp av zuhur-bønnen vil bli fratatt velsignelser fra inntektene hans/hennes.

Asar:
Den som går glipp av asar-bønnen vil bli fratatt styrken i kroppen.

Maghrib:
Den som går glipp av maghrib-bønnen vil ikke nyte noen goder fra sine barn.

Isha:
Den som går glipp av isha-bønnen vil bli fratatt all velbehag.

Vi Ahmadier er veldig heldige og velsignet av Gud at vi kan se på fotografier av den utlovede Messias^as. Han er den eneste profeten som vi mennesker kjenner utseende til.

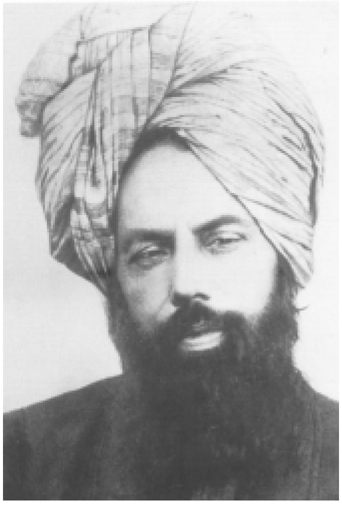

Historiske beretninger har registrert hvordan noen av profetene så ut. Kunstnere har prøvd å gjengi deres bilder, men det er bare deres fantasi; de har egentlig ikke visst hvordan forskjellige profetene så ut siden de som har prøvd å tegne/male bildene ikke har sett profetene i virkeligheten.

Vi har ekte bilder av bare to profeter i dag. Bildet til venstre er et 'positivt bilde' av ansiktet til Jesus fra likkledet i Torino. Bildet på høyre side er en av de mange fotografiske bilder av den utlovede Messias^as som oppfylte profetien av Jesu gjenkomst.

Et bilde avslører mye ved en person og viser oss hvordan en person ser ut i det virkelige livet.

Nå når den utlovede Messias^as ikke er blant oss, kan vi fortsatt se på hans bilde og realisere hans sannferdighet , oppriktighet og åndelighet.

Barnesider

Dette er den første utgaven av Zainab-magasinet dette året. I løpet av de tre første månedene markeres to svært viktig hendelser i menighetens historie.

20.februar 1886 kunngjorde den utlovede Messias[as] at Gud hadde lovet ham en sønn som ville tjenestegjøre Islam, ved å publisere profetien på et flygeblad. Denne sønnen ble beskrevet med 52 ulike egenskaper, både verdslige og åndelige. Profetien om denne begavede sønnen gikk i oppfyllelse tre år senere, ved fødselen til Hadrat Mirza Basheer-ud-Din Mahmood Ahmad[ra] 12.januar.1889. Han oppfylte alle aspekter ved profetien og ble senere vår andre kalif. Vi markerer denne profetien hvert år 20.februar.

Den andre store markeringen i menigheten finner sted i mars, og er en markering av stiftelsen av vår menighet. Lørdag 23.mars.1889 aksepterte Hadrat Mirza Ghulam Ahmad, den utlovede Messias[as] konversjonen av førti trofaste menn i troskap til de ti betingelsene for Bai'at. Med dette ble Ahmadiyya-menigheten stiftet. Denne eden ble tatt i huset til Hazrat Sufi Ahmad Jan i byen Ludhiana i Punjab, India. Den første konvertitten var Hazrat Hakim Maulavi Noor al-Din (måtte Allah vare tilfreds med ham). Dette var en revolusjonerende, men meget beskjeden begynnelse på et nytt kapittel i islams historie.

127 år etter denne dagen, er Ahmadiyya Muslim Jamaat spredt over hele verden, i over 200 land, med over ti millioner medlemmer.

Av: Rabia Sehar Qaisrani

uttrykk for et av Hans mange attributter. Hadrat Nawab Mubarka[ra] skrev i et av sine dikt, at Gud kan ses i Hans skaperverk, altså i trær, himmelen, naturen, fjell og fjorder. Vi kan indirekte betrakte Gud i for eksempel Niagara Falls.

Hvordan skal man hindre sinne og latskap fra å ta overhånd?

Hudoor[aba] henviste til en hadith og sa: at ifølge en hadith skal man, hvis man opplever å bli sint, sette seg hvis man står og legge seg hvis man sitter. I tillegg til dette skal man drikke litt vann. Når det kommer til latskap må man ha viljestyrke for å overvinne det. Man kan sove i atten timer og fortsatt føle seg sliten, rett og slett fordi man tror at man er veldig sliten. En som er aktiv og jobber mye, vil kunne føle seg opplagt selv etter få timers søvn. Angående sinne, man bør også be til Gud om at han skal gi en styrke til å beherske sinne sitt.

Beskjed

Det er gledelig at flere waqefin og waqefat tar høyere utdanninng. Det er en plikt til både foreldre og deres waqf barn at de informerer Hudoor[aba] om at de er ferdige med utdanning og kan dermed tjene for Jama'aten. Foreldrene lovet jo å presentere deres barn til tjeneste for Jama'at etter å ha oppdratt dem på beste vis da de skrev under Waqf-e-nau søknaden for barnet deres. Det er nå tiden er inne til å innfri det løftet.

Det er blitt erfart at waqf-e-nau hverken gir beskjed til waqf-e-nau avdeling om avsluttet utdanning eller skriver til Hudoor[aba] om tillatelsen til å starte i jobb. Det er sørgelig at de faktisk ikke gjør dette selv etter å ha blitt kontaktet og påminnet om det flere ganger. Det er ikke kun barna som viser likegyldighet men forldrene og synes til å glemme dette til tross for at dette blir sagt år etter år. Jeg håper og tror at både foreldre og barna skal samarbeide i dette emnet med waqf-e-nau avdelingen og følge Hudoors retninigslinjer angående dette.

Wasslam Sekr. Waqf-e-nau

meningsløse påstander. Menneske er en egen rase og har hatt en egen utvikling. Mennesket utviklet seg sakte men sikkert. I starten var ikke mennesket veldig ulikt dyrene. Vi levde i og av naturen, slik som alle andre skapninger. Videre begynte mennesket å bo i huler, og etterhvert ta i bruk jern. Etter det kom jordbruksalderen hvor vi lærte å dyrke mat og begynte å bosette oss. Og slik fortsatte det.

Om dere går to generasjoner tilbake, altså til deres besteforeldre, vil dere se at de ikke engang i sine villeste tanker kunne forestille seg den teknologien dere er vant med, som for eksempel Ipad, Iphone, Whatsapp, Instagram osv. Det er også mulig at noen av foreldrene deres ikke er kjente med alt dette. Det betyr at hjernene deres har utviklet seg. Desto mer hjernen utviklet seg desto mer utviklet samfunnet seg, og man ønsket seg mer kunnskap og slik fortsatte det. Det er dette som er den virkelige evolusjonen. I starten hadde vi små hjerner med en begrenset evne til å tenke. Vi levde dermed i starten et liv i skogen, så i huler, så kom jernalderen også jordbruksalderen. Vi begynte å lage ulike redskaper til jordbruket, deriblant plogen. Da jeg var på landsbygda i Afrika brukte de sverdliknende redskaper for å både høste og så avlinger. Nå har jo moderne jordbruk tatt over med store maskiner og traktorer. Hvis dere går til museer vil dere se gamle redskaper på utstilling. Menneskets utvikling er dets evolusjon. Menneske ble aldri utviklet fra apene. Menneske har alltid vært et menneske. Om dere ønsker mer kunnskap om emne kan dere lese boken «RationalityRevelation» skrevet av den fjerde kalifen[ra].

Er det mulig å se Gud i drømmer?

Hudoor[aba] svarte: Hva er Gud? Han er ingen fysisk skikkelse. Han er en ånd/et lys (*noor*). En gang ba Moses[as] Gud om å vise seg selv ovenfor ham. Gud sa at han ikke var i stand til å se Ham, men Moses[as] insisterte. Gud sa da til Moses[as] at Gud kom til å legge noe av sin herlighet i et bestemt fjell, og om han klarte å se på det ville han også være i stand til å se Gud. Det kom så et lynnedslag som fikk fjellet til å gå i ett med bakken og Moses[as] falt om og besvimte. Etter dette ønsket aldri Moses[as] å se Guds skikkelse igjen, for Gud er ingen bestemt skikkelse. Han er et lys som befinner seg overalt. Både oppe og nede, både til høyre og til venstre. Det nærmer seg kvelden her i Canada, mens det i Asia snart er morgen, og Gud kan betrakte begge deler. Han kan til og med se over Nordpolen og Sørpolen samtidig. Gud er et lys som er fordelt likt overalt.

Det som er mulig er å høre Guds stemme i en tilstand som blir kalt for *kashf*. Dette er en utrolig sterk tilstand og man vet med en gang at det var Guds stemme man hørte. Det man hører blir innskravert i ens minne. I enkelte tilfeller kan Gud vise seg i en bestemt form, men det betyr på ingen måte at det er slik Gud er. Han viser seg i den formen for din tilfredstillelse. Noen mennesker kan se at Gud snakker til dem i en bestemt skikkelse, men det er bare et

som ikke alltid er like opplagt. Slik som i Hadrat Josefs[as] tid da kongen fikk en drøm, og drømmetyderne mente drømmen var et produkt av hans fantasi og tanker. De mente at syv kuer og syv øreringer ikke hadde noe symbolsk betydning. En av Hadrat Josefs[as] tidligere medfanger kom til å tenke på ham da han fikk høre om kongens drøm. Hadrat Josef[as] tydet drømmen til at kongens riket ville oppleve oppgangstider etterfulgt av nedgangstider, og at det derfor ville være lurt av dem å samle føde i de gode tidene. Da tydningen til Hadrat Josef[as] gikk i oppfyllelse ble han løslatt og innsatt som finansminister hos kongen. Enkelte drømmer er vanskelige å tyde som i Hadrat Josefs[as] tilfelle, men siden Gud hadde lært ham kunsten av å tyde drømmer forstod han budskapet i drømmen.

Gud pleier å vise mennesker drømmer og de gjør inntrykk på oss. Om det er en god drøm med et godt budskap vil vi føle det i oss, det samme gjelder drømmer som indikerer noe negativt. Dermed bør vi, uavhengig av om vi sitter igjen med en god eller dårlig følelse, etter å ha sett en drøm gi *sadqah*. Et eksempel på en djevelsk drøm vil være at noen i en drøm ser at den utlovede Messias[as] er en løgnaktig profet. Å kalle en profet løgnaktig, som det på forhånd har blitt profetert om av den hellige Profeten[saw] at vil komme og spre islam over hele verden, er helt absurd. Den utlovede Messias[as] hevdet at Guds støtte alltid ville være med han, så enhver drøm som motstrider dette kan fastslås som djevelsk.

Drømmer tydes ut fra kontekst, og kan dermed ende opp med å ha mange ulike betydninger. Et eksempel på akkurat dette er en gang da Hadrat Mirza Shareef Ahmad[ra], den utlovede Messias[as] tredje sønn, så en drøm hvor en mann ved navnet Muhammad Ahsan var gravlagt midt i torget. Det er mulig å se på denne drømmen som en positiv drøm, med den betydning at alle de mennesker som passerer hans grav ber for ham, men den utlovede Messias[as] tydet drømmen til at en mann med navnet Muhammad Ahsan enten ville frafalle ahmadiyyat eller ville vise seg å være en hykler. Tiden viste at drømmen gikk i oppfyllelse, da en tidligere følgesvenn av den utlovede Messias[as] med det samme navnet gikk bort fra menigheten under den andre kalifens tid. Meningen med å fortelle denne historien er å få frem poenget om at én drøm kan ha flere betydninger, så det beste dere kan gjøre er å gi *sadqah* hver gang dere ser en drøm.

Hva er islams syn på evolusjon?

Hudoor[aba] svarte: Islam sier at det har vært en evolusjon. Allah sier til oss at det har vært en evolusjon. Menneskets utvikling har skjedd gjennom en evolusjon, men ikke i den forstand Darwins teori beskriver den. Mennesket er ikke et resultat av en evolusjon fra hverken biller eller aper. For ikke så lenge siden sendte «NaionalGeographic Channel» en dokumentar hvor de legger fem forskning som viser at seleksjon fra billen i flere ledd til slutt resulterte i mennesket. Alt dette er

Spørsmål og svarsesjon

med waqfat-e-nau under besøket til Canada i 2016

? Hvordan kan man vite om en drøm er sendt fra Gud eller om det er fantasiens oppspinn?

Til dette spørsmålet svarte Hudoor[aba] at spesialister innenfor psykologi mener at hvert menneske vil se mellom tre og fire drømmer hver natt. Noen av disse drømmene blir glemt bort, hvis ikke alle. Enkelte hevder at de aldri drømmer i det hele tatt, men i realiteten har de vært i en så dyp søvn at de ikke har noe minne igjen av det som skjedde over natten. Om sinnet til et menneske er rent, og tankene fromme vil også drømmene være gode. Om dere på kvelden ser upassende filmer eller annet så vil dere i noen tilfeller drømme om det samme. Underbevisstheten vår blir påvirket av tanker og impulser hjernen mottar. Noen ganger sender Gud en drøm for å veilede mennesker. De inneholder et budskap

Helsespalte

Energiforbruk

Kroppen har et behov for energi eller drivstoff for å vokse og fungere. Energiinntak er mengden energi i alt du spiser og drikker på en dag.

Innholdet av energi i energigivende næringsstoffer er:

- 1g fett = 37 KJ eller 9 kcal
- 1g protein = 17 KJ eller 4 kcal
- 1g karbohydrater = 17 KJ eller 4 kcal

Når energibehovet hos pasienter kommer under 1500 kcal per dag, risikere de å få for lite jern, vitamin D, B-vitaminer og enkelte andre vitaminer og mineraler.

Energibehovet går trolig ned når vi blir eldre og dette skyldes hovedsakelig at vi har nedsatt fysisk aktivitet og noe nedsatt stoffskifte ved hvile på grunn av redusert muskelmasse. Vi regner med at daglig energiforbruk er:

> Ca. 2150 kcal for en voksen inaktiv kvinne
> Ca. 2600 kcal for en voksen inaktiv mann
> 25 kcal for en sengeliggende
> 35 kcal ved sykdom
> Drikke: Minst 1,5 liter vann

Ved feber øker energibehovet med 10 %.

God helse

Hazrat Mirza Bashir-ud-Din Mahdmood Ahmad[ra] sa som følgende under en av sine taler

"Jeg minner at jeg hadde en drøm der jeg sier til en venn at hvis man avholder seg fra fysisk trening ville man begå en synd. Vi kaller ikke dette en synd i vår hverdagslige liv, men hvis dere forestiller mange liv som er avhengige av en person vil det bli forståelig. Det ville være syndig for en slik person at han ikke tar god nok vare på seg selv. [...] Det vil derfor være en dyd for slike personer at de hviler og holder seg friske.»
(*Way of the Seekers, s. 68-69*)

«For noen dager siden hadde jeg en visjon. Jeg husker at jeg holdt en fredagspreken der jeg sier at vi må ta vare på helsen til våre barn, ettersom den byrden de skal tildeles vil mangfoldiggjøres når det er deres til å bære den».
(*Way of the Seekers, s. 64*)

for å være en internasjonal virksomhet der alle Ahmadi muslimer kunne delta uavhengig av deres bosted. Den dag i dag bidrar samtlige land med ofringer. Hudoor[rah] anbefalte at nye konvertitter burde delta i disse ofringene for å forså viktigheten av finansielle ofringer.

Den 12. januar 2007 sa den femte kalifen[aba] som følgende:

«Jeg erklærer at samtlige Ahmadi muslimer inkluderer sine barn i dette prosjektet, slik at deres barn kan utvikle en god vane. Barn utgjør en stor del av menigheten og deres bidrag vil være små men likevel betydelige. Hvis dere lærer dem å spare vil de voksne automatisk følge etter. Hvis dere klarer å utføre dette vil vi klare å dekke alle kostnadene til India og deler av Afrika.»(Fredagstale, den 27. januar, 2007, Bait-ul-Futuh, London)

Ahmadiyya-menigheten i Norge deltar i dette prosjektet etter evne. Vi har klart å holde oss blant de topp ti i nedbetaling av Waqf-e-Jadid. Måtte Gud gjøre oss i stand til å fortsette å ofre, og være oppmerksom på om det er noen blant oss som ikke har fått muligheten til å bli en del av disse ofringene. Hvis vi fortsetter å holde oversikt og strever etter å forbedre oss, vil vi uten tvil kunne hevde at enhver mann og kvinne og ethvert barn deltar i Waqf-e-Jadid.

Den utlovede Messiasas sa som følgende:

"Deltakelse i slike viktige prosjekter vil ikke minke deres rikdom, den vil i stedet økes. Dette er en tid for å tjene andre; handle derfor med iver og mot. Deretter vil det komme en tid da selv et gullfjell ikke vil kunne likestilles de ofringene vedkommende gjør i dag."(Diverse annonser; vol. 2, side 613, 1903)

Visste du at:

Året for Waqf-e-Jadid starter fra den 1. januar og varer frem til den 31. desember.

Året for Tehrik-e-Jadid starter den 1. november og varer frem til den 31. oktober.

hjelp på flere mils omkrets. Som et resultat av dette døde flere hundre mennesker da de ikke kunne helbrede de minste sykdommer. I tillegg til det var de rammet av store summer med gjeld, og generasjon etter generasjon sank ned i levestandard på grunn av det rentebelagte lånet. Det krydde blant annet av giftige slanger og insekter som resulterte i en økning av antall døde hvert år. Misjonærer har etablert seg i dette området og sørget for å skjenke befolkningen medisinsk hjelp. Ved Allahs nåde har de klart å helbrede flere, og kvinner fra avsidesliggende områder går flere mil for å møte disse misjonærene slik at de kan pleie deres barn. De mottok også en åndelig behandling i tillegg til den fysiske, noe som har ført til at majoriteten blant hinduene har konvertert til islam og blitt Ahmadi muslimer. Den dag i dag er det lokale menigheter etablert i dette området. Forholdene har forbedret seg; en brønn er tilgjengelig for lokalbefolkningen, gjelden har blitt rentefritt slik at de kan utføre jordbruk uten problemer, og den generelle levestandarden har økt.

På den ene siden hadde vi områder der kristne prester konverterte muslimer, mens hinduer på en annen side brukte alle sine krefter på å overvinne det svake antallet av muslimer i andre områder. Takket være Waqf-e-Jadid fikk menigheten muligheten til å drive misjonsvirksomhet blant hinduer, og samtidig nedkjempe den kristne konspirasjonen. I samarbeid med den lokale Ahmadiyya-menigheten i Karachi ble det mulig å skaffe medisinsk utstyr for å bygge et sykehus i dette ørkenområdet. Ahmadi muslimske leger samt et personal av helsearbeidere viet sine liv for å tjenestegjøre i dette sykehuset. Den fjerde kalifen[rah] sa som følgende:

«Waqf-e-Jadid består av hengivne tjenere med en sterk offervilje og uselviskhet som tjenestegjør under slike vanskelige tider, og velger å leve fattigslige liv i Pakistan. De er opptatt med å tjene menigheten og klager derfor aldri over sin situasjon.»

De finansielle kildene til dette prosjektet er svært begrenset, noe som fører til at

misjonærene lever enkle liv. Vi kan ikke forestille oss de forholdene de arbeider under. Det sies at en misjonær som var på vei til å låse opp dørene til et misjonsbygg plutselig oppdaget en hissende slange i nærheten. Da misjonæren satte seg ned for å spise, nærmet slangen seg. Misjonæren tilbrakte hele natten med å våke over slangen, ettersom slangene i disse områdene får skarpere syn om natten. Slangen ville da komme å legge seg ved det sovende mennesket og angripe byttet sitt ved å overføre gift.

Waqf-e-Jadid ble etter hvert utvidet til Storbritannia, Bangladesh og noen afrikanske områder. Det har også blitt sendt misjonærer til Sikkim, Bhutan, Assam og Nepal. Innledningsvis var det kun Ahmadi muslimer boende i Pakistan som ga ofringer for dette prosjektet, men i 1966 erklærte den andre kalifen[rah] at barn også kunne delta i ofringene og det ble åpnet en konto for unge helt ned til nyfødtalderen. Den 27. desember 1987 erklærte den fjerde kalifen[rah] dette prosjektet

og Karachi. Det skal være minst en misjonær bosatt i lokalområder der han kan arbeide blant lokalbefolkningen ved å åpne en form for skole eller butikk som han kan drive og arbeide med."

Og videre sa Hazoor at:

"Vår menighet burde huske at hvis de ønsker suksess er det viktig at de opprettholder denne offerviljen og sprer et solid nettverk av reformasjon. Jeg ønsker å si til mine trosfeller at de skal prøve sitt ytterste med å delta i denne ordningen og presentere seg selv for å tjene menigheten. Hvis vi klarer å samle opp en stor gruppe på tusen misjonærer vil vi klare å dekke utdanningsbehovet til områdene som befinner seg mellom Peshawar og Karachi. Innledningsvis vil vi rekruttere ti misjonærer, og deretter vil vi øke antallet til tusen."(Al-Fazl, 18. februar, 1958)

Den andre kalifens iver for å gjøre dette om til et vellykket og velsignet prosjekt kan beskrives med følgende sitat:

«Dette er Guds prosjekt, og det vil sannelig fullendes. Gud har innstiftet tanken om dette prosjektet, så hvis jeg til og med må selge mitt hus og mine klær for å drive det frem, vil jeg fortsatt være villig til å fullføre det. Selv om alle medlemmer av menigheten slutter å støtte meg i dette prosjektet, vil Guds engler tre frem for å bistå meg.»(Taler om Waqf-e-Jadid av den andre kalifen[ra])

Hudoor[ra] ble vist en visjon der han holder tale der han sier som følgende:

«Den hellige Profeten[saw] sine følgesvenner var så svake og hjelpeløse at de ikke klarte å kjempe mot en liten gruppe på ti; bestående av persere og romere, men så kom det en tid da de klarte å spre seg til alle verdens hjørner bærende på Islams sorte fane. Allerede femten år etter den hellige Profeten[saw] sin bortgang klare de å spre seg til Kina og India. Dere burde derfor lage dere små sorte faner og spre dere til alle verdens hjørner i samarbeid med Waqf-e-Jadid. Dette herredømmet vill ikke være av politisk art, men mer som et religiøst imperium, ettersom vi vil utdanne og belære andre om religionen, og dermed helbrede dem."

Menigheten samtykket i dette oppdraget og ungdommen viet sine liv for å tjene menigheten. Det ble avholdt utdannings - og oppdragelseskurs for de unge, en liten skare ble oppdratt til å sette i live dette prosjektet. Den 12. februar i 1958 ble den første gruppen av misjonærer sendt ut. Dette var en gruppe misjonærer som med et godt sinn klarte å leve sine liv i all sin enkelhet. De flyttet til avsidesliggende områder med dårlig tilgang til rent drikkevann. Vannet de drakk hadde en smak mer bitter enn smaken av lampeolje. Disse misjonærene ignorerte alle vanskeligheter og kom tilunnsetning for den trengende menneskeheten. Takket være Allahs velsignelse og nåde var resultatene slående.»(Al-Fazl, 11. november, 2002, side 5)

Nagar Parker er et ørkenområde i Pakistan som grenser mot den indiske landegrensen. Her bor det en majoritet av fattige hinduer. De lever av jordbruket i ørken etter en sjelden regnværsdag. Det var en periode da det ikke fantes en eneste vanndråpe eller medisinsk

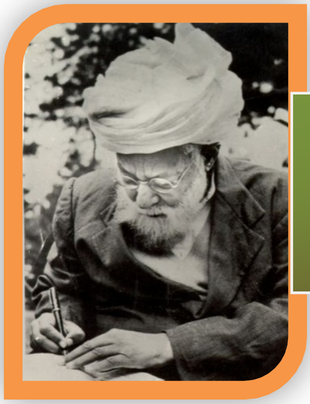

Tehrik-e-Jadid og Waqf-e-Jadid

Original artikkel av Tahira Zartasht Khan

Det er flere blant oss kvinner og ungdom som har en feilaktig oppfatning av at Tehrik-e-Jadid og Waqf-e-Jadid er to navn på en og samme ordning. Disse prosjektene ble innledet av den andre kalifen[ra] ved ulike tidspunkter. Ordningene er i full drift på hvert sitt arena den dag i dag.

Tehrik-e-Jadid ble startet i 1934 som en respons på den massive anti-Ahamdiyya-propaganda satt i gang av Ahrar-bevegelsen. Dette var perioden før Pakistans grunnleggelse, da det britiske imperiet fortsatt regjerte over det indiske subkontinentet. Overraskende nok var den britiske regjeringen med på å støtte propagandaen mot Ahmadiyya Menighet. I en tid da menighetens fiender truet med å tilintetgjøre menighetens eksistens, reiste den andre kalifen[ra] seg og erklærte grunnleggelsen av et globalt nettverk av misjonsarbeid. For å utføre dette oppdraget ble Tehrik-e-Jadid grunnlagt, og takket ved Gud har dette velsignede prosjektet gjort seg gjeldende i alle verdens hjørner, noe som har gjort det mulig å utføre misjonsarbeid i land utenfor India. Det har blitt grunnlagt moskeer og diverse misjonsbygg, ungdommen har viet sine liv for å spre islams budskap om Guds enhet. Vi kan i dag vitne de mange velsignelsene til Gud med våre egne øyne.

Waqf-e-Jadid ble stiftet etter grunnleggelsen av Pakistan i 1957 av den andre kalifen[ra] som et siste ledd i hans mange grunnleggelser. Under anledningen for Eid-ul-Azha i 1957 holdet den andre kalifenra en tale der han la frem eksempelet til Profeten Ismael[ra] og hans offervilje, og oppfordret ungdommen til å vie sine liv for å tjene menighetens arbeid med å spre Islams budskap. Hazoor sa:

"Jeg vil at ungdommer som nærer et ønske om å vie sine liv skal trå i fotsporene til Hadrat KhwajaMuhai-ud-Din[ra] og Hadrat Shahab-ud-Din Sehrordi. Jeg vil at disse ungdommene skal presentere seg selv for meg slik at de kan vie sine liv i henhold til Tehrik-e-Jadid, og slik at jeg kan sette dem i tjeneste til å belære muslimer."

Innledningsvis var hensikten med dette prosjektet å sørge for utdanning av Ahmadi muslimer bosatt i landsbyene og de avsidesliggende strøkene. Etter en kort periode ble prosjektet ytterligere utvidet og det ble lagt frem detaljer for å fremheve ordningen:

"Hensikten med å dedikere sine liv er å spre misjonærer i alle områder mellom Peshawar

Tehrik-e-Jadid programmet, med Guds velsignelser vil fortsette å nå nye høyder. Oppnåelsene Jama'at har oppnådd gjennom dette programmet er et flott vitnesbyrd om sannheten av den utlovede Messias Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad[as]. En stemme som startet i en liten by i India er i dag hørt og respektert i hele verden. Vår plikt som ahmadi er å styrke denne stemmen og formidle budskapet til den utlovede Messias[as] videre. Dette kan kun skje hvis vi forstår viktigheten bak programmet Tehrik-e-Jadid. Måtte Gud hjelpe oss til å forstå velsignelsene av Tehrik-e-Jadid og måtte vi bidra mest mulig i Guds vei.

Den Utlovede Messias' komme

omtalt i Hinduismen

Deretter, på slutten av Kali-Yuga, når det finnes ingen tale om emnet av Gud, selv ved boligene til såkalte hellige og respektable herrer av de tre kastene, og når makten av regjeringen overføres til hendene på ministre valgt av den lave Sudra klassen eller lavere enn dem, og når ingenting er kjent om teknikker for offer, selv i ordets forstand, på den tiden vil Herren fremstå som den øverste Tilrettesetteren.

Srimad Bhagavatam 2.7.38

Hva har vi oppnådd?

Under Jalsa Salana UK 2015 fortalte KhalifatulMasih V[aba] om menighetens utvikling. Med Guds velsignelse har menigheten i år blitt etablert i et nytt land, som fører til at Ahmadiyya Muslim Jama'at er utbredt i 207 land per dags dato. Gjennom Tehrik-e-Jadid programmet har menigheten:

- Laget 16401 moskeer i hele verden og den hellige Koranen har blitt oversatt i 74 språk.
- 8 Jamia Ahmadiyya skoler i hele verden og 2800 misjonshus. 600 skoler og 40 sykehus i 8 ulike land.
- 15 radiostasjoner.

Den andre kalifen[ra] la frem 19 krav (som etter hvert økte til 27) for medlemmene og sa:

*”Alle kravene i Tehrik-e-Jadid er blitt introdusert for at du kan bli manifestasjon av Allahs attributter” (*Alfazal vol 0,15, nr 283*)*

Programmetskrav:

1. Lev et simpelt liv.
2. Donere pengertil Tehrik-e-Jadid Amanat Fund.
3. Forberede svar til motstandernesanklagelser; lagebrosjyrer/pamfletter.
4. Aktiv deltakelse i å spre Islams budskap i hele verden.
5. Delta i undersøkelser.
6. Medlemmer bør vie deler av sin ferie til Waqf.
7. Unge medlemmer bør vie sine liv for Jama'at.
8. Ungdommer bør aktivt delta i å gjøre Waqf for å tjenestegjøre Jama'at.
9. Arbeidstakere bør søke fri for å tjenestegjøre Jama'at.
10. Under forskjellige sammenkomster bør embestmenn holde foredrag.
11. Etablere en permanent reservefond på minst 25 000 000 Rs.
12. Pensjonister og eldre medlemmer bør gi mest mulig tid til Jama'at.
13. Studenter bør dra til Markaz for utdanning
14. Medlemmer som er ressursterke bør rådføre seg angående framtiden til sine barn.
15. Arbeidsledige medlemmer bør flytte ut, så de kan gå ut i arbeid og få inntekt, samt spre det sanne budskapet av Islam.
16. Å lage en vane for å utføre sitt eget arbeid med sine egne hender, og ikke være avhengig av andre.
17. Arbeidsløse medlemmer må finne seg jobb uavhengig varigheten eller lønnen.
18. Prøve å bosette seg i nærheten av Markaz.
19. Be ekstra for at programmet skal nå sine mål.
20. Dyrke frem og etablere Koranens levesett.
21. Adaptere tro, verdighet og ærlighet i samfunnet.
22. Beskytte kvinners rettigheter.
23. Holde gater og veier rene.
24. Opprette Ahmadiyya DarulQada og adlyde deres avgjørelser.
25. Vie sine barn til tjeneste for Jama'at.
26. Vie en del av sin fromue og inntekt til fordel for Jama'at.
27. Inngå pakter som Hilf-ul-Fudul.

En ny verdensorden ble etablert som ville forandre livene til millioner rundt omkring i verden. Under lanseringen av programmet var det kun noen få tusen medlemmer i menigheten. Selv om menigheten tilsynelatende ikke var den mest velstående i form av materielle goder, den største eiendelen i menigheten var sterkt bånd og samhold. Programmets grunnleggende filosofi var basert på å adlyde alle lover. Med et diskre og varsomt start ble grunnlaget for programmet sakte men sikkert styrket gjennom dedikasjon av frivillige arbeidere som ble veiledet av KhalifatulMasih.

Tehrik-e-Jadid

Ny verdensorden

Av Aqsa Idris

Ifølge, *World Christian Encyclopedia,* er Ahmadiyya Muslim Jama'at den raskest voksende trossamfunn i islam. På internasjonalt basis er Ahmadiyya Muslim Jama'at den største muslimske menigheten samlet under en KhalifatulMasih.

Det er virkelig et flott vitnesbyrd om sannheten av Den utlovede Messias[as]. Det er noe å undre på hvordan en stemme som startet i en liten by i India blir nå anerkjent av hele verden og er etablert i hele verden. Hvordan blomstret denne stemmen til en internasjonalt nivå? Og hva får den til å fortsette?

Som enhver guddommelig inspirert bevegelse, møtte Ahmadiyya Muslim Jama'at også enorm motstand. I 1934, da litt over førti år hadde gått siden menighetens oppstart, møtte menigheten stor motstand spesielt av en gruppe kalt Majlis-e-Ahrar. Deres formål var å utslette Jama'at´s navn fra jorden, og deres leder Ataullah Shah Bokhari lovte å ikke hvile før målet var gjennomført. Til tross for alle mulige trusler stod menigheten uberørt. Under denne sensitive perioden ledet vår da værende Kalif, Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] og sa:

"Jeg ser jorden rykke vekk under føttene på Ahrar. De sier de vil tilintetgjøre Jama'at, men Allah den Store har fortalt meg om en plan som vil føre til Jama'at´s spredning i alle land i verden, og ingen vil være i stand til å utrydde det."(Khuddam.ca)

Profetien til Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] gikk i oppfyllelse; på kort tid etter kom Majlis-e-Ahrar i konflikt med flere muslimske grupper som førte til deres opphør.

Etter å motta Guddommelig inspirasjon og veiledning lanserte Hudoor[ra] programmet Tehrik-e-Jadid, og sa følgende:

"Formålet med å lansere Tehrik-e-Jadid er å få opprettet et slikt fond at Allahs budskap med lettelse kan spres til alle verdenshjørner." (Khuddam.no)

Programmets grunnleggende forutsetninger ble etablert gjennom 3 historiske fredagsprekner, som ble holdt den 16., 23. Og 30. November 1934.

Den andre kalifen Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] sier at: "den som er motvillig til å bruke i Allahs sak og prøver å redde sin eiendom, burde vite at denne eiendommen vil ikke være til noe hjelp i det hinsidige. Den vil ikke bli gravlagt med ham, og dersom det blir begravd med ham vil det likevel ikke være til noe hjelp. Den eneste rikdommen som vil gagne ham i det hinsidige er den han bruker i Allahs sak i denne verden."

Videre sier han at: "Den utlovede Messias[as] har startet et oppdrag, og det er vår plikt å hjelpe ham i dette oppdraget. Han[as] har også uttalt i Brahin-e-Ahmadiyya at vi har startet et religiøst oppdrag. Å Forkynne Guds ord. Det er en plikt for alle i denne Jama'at å bidra økonomisk i dette oppdraget. I denne tiden er det økonomiskofring som er den største ofring." (Khutbat-e-Mahmud, bind 5, fredagspreken 10.aug.1917)

I lys av dette må vi se på oss selv og vurdere hvor vi står. Det er veldig viktig at vi forstår viktigheten av økonomiskofring. Khalifatul Masih appellerer oss gang på gang om økonomiske ofringer for å møte samfunnets behov. Vi må huske at det er Allah den Opphøyde som har lovet dem assistanse. Vi er de heldige som blir kallet på og kan være en del av dette ved å bidra med det vi kan slik at Gud kan belønne oss. Gud er ikke avhengig av menneskets hjelp for å få gjennom Sine planer.

Den utlovede Messias[as] har sagt at:

"Den som ikke gir Chanda for tre måneder, er ikke del av denne Jama'aten." (Majmu'a Ishteharat, bind 3, s. 468-469)

Måtte Allah gjøre oss i stand til å forstå kjernen av ofring og bidra med det vi kan av det Allah har skjenket oss. Amin

Kilder: Ahmadiyya Gazette canada, 16. juni 2014.

Fredagspreken gitt av Hadrat Kalifatul Masih V, 7. januar 2011

An Introduction to financial sacrifice, publisert av Tehrik-e-jadid Anjuman Ahmadiyya Pakistan

Koranen sier at Gud er Selvtilstrekkelig og Herren over alle verdener. Han besitter uendelige skatter, og Han er ikke i behov av noen formue fra mennesket. Snarere er det mennesker som er avhengige av Hans hjelp. Så hvis man ikke gir i Allahs sak når Allah har gitt han/henne muligheten til å gjøre det er det ulydighet, noe som vil mishage Ham. Den som adlyder ikke Allah er en som ødelegger seg selv med egne hender.

Hadrat Khalifatul Masih V[aba] sier i sin fredagspreken at:

"Å gi blir en stor dyd når man gir av det man elsker. Uten tvil, belønner Gud alle dydige handlinger som er gjort for å behage Ham. Den beste belønning blir gitt når en gir av det beste en har. En som stadig forsøker å oppnå høy grad av fromhet vil alltid streve etter å behage sin Gud. Så ikke nøl med å gi det beste av det dere har. En slik person er alltid klar til å gjøre et hvert form for offer for å styrke sin tro. En sann troende er alltid engstelig for å oppnå høye nivåer av dydighet."(Fredagspreken 06.01.2012)

Allah kjenner hjertene. Det er iver og intensjon bak ofrene som avgjør om et offer er stort eller lite. Allah kjenner til den økonomiske tilstanden til ethvert menneske og belønningen blir gitt i henhold til intensjonen og ånden bak et offer.

Angående vår tidsalder ble det forutsagt for over 1400 år siden, av nettopp den hellige profeten Mohammad[saw], at det ikke ville være nødvendig å ofre sine liv når den utlovede Messias[as] vil stige ned. Den utlovede Messias[as] sin oppgave vil være å starte en Jihad hvis våpen vil være penn. For denne Jihad vil økonomiskofring være nødvendig.

Den utlovede Messias[as] har sagt at:

"For en velsignet tid dette er! Ingen er blitt spurt om å gi sitt liv. Det er ikke tid til å tiby det ultimate offeret, snarere er det tid til å bruke sine eiendeler, i henhold til de midler en har" (Al-Hakam Qadian, 10. juli.1903)

I 1879, da den utlovede Messias[as] ville gi ut sin bok "Brahin-e-Ahmadiyya", hadde han ikke nok penger til å gi ut hele boken samtidig. Han uttrykker sin angst om manglende midler slik:

Da jeg skrev 'Brahin-e-Ahmadiyya, som var min første bok, hadde jeg ikke nok penger til å publisere den. Jeg var en ukjent og dunkel person på den tiden og det var ikke mange jeg kjente. Så jeg ba til Allah den Allmektige og ble velsignet med denne åpenbaringen: *Rist palmetreet. Søte og friske dadler vil falle for deg.* (Haqiqatul wahi, Roohani Khaza'in, bind 22, s.

. Senere den utlovede Messias[as] formanet menigheten til å gi chanda regelmessig. Og i hans tid la den utlovede Messias'[as] ledsagere fram deres ofringer i henhold til deres statuts/råd. Deres ofringer bærer så mye frukter nå at deres generasjoner nyter dem. Nå er det tid for at deres generasjoner gir så mye som de kan i henhold til deres midler.

ØKONOMISKOFRING

Mehrin Hayat

I islam er det blitt lagt stor vekt på å gi almisser og veldedighet, med andre ord gi penger i Allahs sak. Økonomiskofring er en rettledning for de troende. Å gi i Allahs sak styrker troen siden en mottar Allahs velsignelser som et resultat av det. Meningen er ikke at man skal gi for å skryte av eller for å gjøre en favør til noen. I motsetning skal man gi for å søke Allahs velbehag, for å hjelpe de trengende, for å styrke menigheten og for å kunne spre Guds budskap. Vi lærer både gjennom Hadith og den hellige Koranen at når en gir skal man gjøre det slik at ingen andre får vite om det.

En av de viktige attributtene til en troende som er nevnt i den hellige Koranen er:

"(for) dem som tror på det usette, og som holder bønn (regelmessig), og som gir av det Vi forsyner dem med," (sura 2, vers 4)

Når Gud skjenker et folk eller fellesskap med Sin hjelp og nåde krever noen ofring og hengivelse av dem. Ofring er avgjørende for å oppnå Guds nærhet og glede. Hva er da en ofring. Det varierer fra tid til annen og er avhengig av omstendigheter i alle aldre. I den hellige Profeten Mohammad[saw] sin tid var det viktigere å ofre ens liv siden muslimene gjennomgikk grusomheter kontinuerlig. De vantro tvang dem inn på slagmarken. Selv om det da var viktigere å ofre sitt liv ble det gjort økonomiskeofringer også hver gang det var behov til det. Det var flere som ga store deler av sine eiendeler. Selv den hellige Profeten[saw] la fram alt han eide når behovet viste seg og ofret alt uten å nøle.

Den hellige Profeten[saw] gikk gjennom to perioder i sitt liv. I begynnelsen hadde han trange kår, men i den andre delen av livet hans skjenket Allah den Allmektige ham med overflod av rikdom. I ingen av disse periodene ble han[saw] tilbøyelig mot verdslig rikdom.

En gang den hellige Profeten[saw] fikk slaktet en geit, og kjøttet ble fordelt blant de fattige. Senere spurte Profeten[saw] sin kone, Hadrat 'Aisha, om hvordan fordelingen hadde gått. Hun svarte at alt var borte og hun hadde spart en liten del av kjøttet. Da den hellige Profeten[saw] hørte dette sa han at: 'Aisha, du burde heller ha sagt at alt var spart bortsett fra et lår. (Hadiqatus Salihin, s. 709)

Allah den Almektige sier i den hellige Koranen:

"Hør, dere er dem som inviteres til å gi ut for Allahs sak. Og blant dere er det den som er gjerrig, og de som er gjerrige, er kun gjerrige mot deres egne sjeler. Og Allah er den (Rike og) Selvtilstrekkelige, men dere er de fattige som har behov (for Ham). Dersom dere vender dere bort, så vil Han bringe et annet folk i stedet for dere, og så vil de ikke likne dere."(47:39)

presenterte også samtidig Islams skjønnhet for både muslimer og ikke-muslimer. Det tok ikke lang tid etter at han sto frem som Messias før lærde og andre begynte å angripe han med sine påstander og ba om tegn på hans sannhet. I 1894, i Asia, og i 1895, i Amerika, viste Gud disse tegnene som før aldri har blitt vist.

Hazrat Imam Bakir Muhammad Bin Ali (Måtte Allah være tilfreds med ham) sa følgende om de tegnene som ble vist: «To av de tegnene som har blitt vist som et bevis på sannheten til vår Mahdi er slike at de aldri før har blitt vist som en vitnesbyrd for noen andres sannhet. For det første, tegnet om måneformørkelsen på den 13. Ramadan, og for det andre, solformørkelsen den 28. Ramadan. Disse tegnene har aldri før blitt vist på noen måte for noen andre.»

Hazrat Ali[ra] beretter at Profeten Muhammad[saw] har sagt at: «Det vil komme en tid hvor Islam ikke vil være annet enn sitt navn, Koranen vil ikke være annet enn ord. Moskeene til se fylt ut fra utsiden men fra innsiden vil de være tomme for sannhet. Den tidens lærde vil være blant de verste skapningene som er å finne under himmelen og ugjerninger vil innledes av dem.» (Al Fazl)

Hazrat Abdullah bin Umar[ra] beretter at Profeten Muhammad[saw] har sagt at: «Mitt folk vil lide av de samme plagene som Israels folk måtte gjennomgå. Israels folk ble delt opp i 72 retninger, mitt folk vil også bli delt opp i 73 retninger og kun en av dem vil være den riktige mens resten vil havne i helvete.» Når følgesvennen så spurte Profeten[saw] hvilken retning som vil være den riktige svarte han følgende: «De som vil følge meg og mitt eksempel.» (Tirmidhi)

Her er det viktig å nevne at det som i Hadith «Min' wa' an» er fortalt, omhandler Ahmadiyya Muslim Menighet da vi i 1974 ble erklært som ikke-muslimer av den pakistanske nasjonalforsamlingen hvor 72 retninger var med i avgjørelsen. Takket være Allah den Allmektige ble Islam Ahmadiyyat velsignet med en hendelse som var forutsett av Profeten[saw].

Profeten Muhammad[saw] har sagt at mitt folk er et velsignet folk. Vi vet ikke hvorvidt dens første eller siste tid vil være den beste. Om Messias sitt komme under den siste tiden finner vi bevis på i Surah Al Jumu'ah, vers 4: «Wa akhirina minn humm».

Det finnes mange bevis på at tiden var moden for Messias sitt komme, men over er kun begrensede tegn nevnt.

"Tiden var kommet for Messias sitt komme"

Skrevet på urdu av Tahira Iftikhar.
Oversatt til norsk av Annum Saher Islam

Både tilstanden og oppførselen til menneskene viste at tiden var inne for Messias' sitt komme

Helt fra starten har Guds Profeter kommet med et budskap fra Skaperen. De var en del av Guds lys og til det beste for verden. Men historien har fornektet slike lys og har gjort alt i sin makt for å slukke det lyset. Folk satte andre ved siden av Gud og gjorde *kufr*; noe som var gjennomgående i hele samfunnet. Folk glemte sin Skaper og falt i et dypt mørke. Slike forhold var også å finne i Islams historie i det 14. århundre da den Utlovede Messias (fred være med ham) ble valgt av Gud som den Messias som var lovet.

Før Messias sitt komme var tilstanden til Islam lik en syk mann. Gud hadde på forhånd gitt beskjed til Hadrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani at han var valgt som Messias. Den utlovede Messias (fred være med ham) spredte dette budskapet og budskapet om verdens tilstand videre til befolkningen. Det kommer tydelig frem av *Hadith*, vers i Koranen og Islams historie forøvrig at den muslimske befolkningen ville gå gjennom en tid fylt med frykt. Islam var kun blitt en overfladisk religion for muslimene og deres hjerter var tomme og inneholdt kun et snev av troens påbud eller verdier. De var ikke kjent med hva deres læremester, vår kjære Profet Muhammad (Allahs fred og velsignelser være med ham), hadde lært dem. Det var ingen som kunne veilede dem til den riktige veien på den tiden. Tilstander var av den art at man ikke kunne finne noen *Hadith bok* eller islamsk litteratur i hele India. Et østindisk firma brukte sine forretningsreiser til å spre kristendommens budskap, noe som førte til at mange store personligheter valgte å bli kristne og de samme frafalne menneskene begynte så å angripe Islam. Islam begynte fra dag til dag og muslimer så opp til himmelen og ba om en skikkelse som kunne gjenopplive den sanne Islam og vekke liv i Muhammad[saw] sin hage nok en gang.

Gud sin barmhjertighet nådde nye høyder og i 1889 ble Hazrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani valgt av Ham som den utlovede Messias[as] selv om Gud allerede før den tid hadde velsignet den utlovede Messias[as] med Sin nåde. Men det var først i 1889 at han sto frem som Messias.

Ikke bare svarte han på de feilaktige påstandene til Aria Samaj og de kristne men

han tilbake og deretter døde. Ved Allah, den hellige Profeten[saw] skal visselig komme tilbake slik Mosa[as] gjorde og vil kappe av hender og føtter til de som pleide å si at han har dødd.»

Allah den Opphøyde sier i den hellige Koranen at: "…Se hvordan vi gjør tegnene tydelige på forskjellige måter så dere kan forstå." (6:66)

Likedan har den utlovede Messias[as] forklart emnet om døden til Jesus[as] på forskjellige måter i håp om at folk kanskje skal forstå. En måte som han har brukt flere ganger er den ovennevnte språkregelen om *å gå* og *å vende eller returnere.*

«Ordet brukt for komme av Messias er *nuzul* og ikke *ruju.* Ordet brukt for en persons retur er *ruju* og det er aldri brukt for Hadrat Isa[as]. Ordet *nuzul* betyr ikke å komme fra himmelen. En reisende er kalt *nazil*.» (Malfozat, vol. 1, bind 5)

Et annet sted sier den utlovede Messias[as] at:

«Har du forestilt deg at Messias, sønn av Maria, skal returnere fra himmelen til Jorden? Selv om ordet *retur* ikke er brukt i utsagn av Herren[saw] for alle profeter, og den Beste[saw] av alle profeter. Har du selv mottatt åpenbaringen angående dette eller diktet det opp slik uærlige folk gjør? Det bør være kjent at dette ordet er spesielt brukt for en person som kommer tilbake fra en reise. Det er derfor utenkelig at den mest veltalende Profeten[saw] og Lederen[saw] av samtlige profeter skulle unnlate å bruke ordet *ruju* og heller bruke ordet *nuzul* og dermed ikke snakke som de veltalende og lærde.» (Rohani Khazain, bind 11, s. 150-151)

Flere av referanser fra den hellige Koranen, hadith, bøker av både de eldre og moderne fremragende lærde samt denne språklige regelen viser at Hadrat Isa[as] vil ikke komme tilbake til denne Jorden igjen. Hvis det skulle være riktig burde det bli brukt ordet *ruju* i stedet for *nuzul*.

Kilder:

-Bøker av den utlovede Messias[as]

-www.alislam.org

-Ahmadiyya gazette Canada 2012

Advent

Messias' komme

Av Mehrin Hayat

Hvis man ser på språk i verden, vil man legge merke til at ord som brukes til å uttrykke en persons bevegelse fra et sted til et annet er forskjellige fra ord som brukes til å uttrykke bevegelsen fra den andre plassen tilbake til den første. Dersom en person beveger seg fra et punkt (A) til et annet (B) vil det hete at personen *går* fra A til B. Imidlertid etter å ha kommet fram til B vil reisen tilbake til A ikke uttrykkes som: en ”går” fra B til A, men i stedet vil det bli kalt at en ”går tilbake” / ”returnerer”/ ”vender”.

Akkurat slik er det på arabisk også. Å gå fra A til B er kalt ’nuzul’, mens reisen fra det andre stedet (B) til det første (A) kalles ’ruju’.

Den alminnelige troen er at Hadrat Isa[as] (Jesus) steg opp til himmelen og vil komme ned til Jorden i ’de siste dagene’. I følge ovennevnte språkregelen bør ’å komme ned til jorden’ uttrykkes som *tilbakekomst* eller *retur* og på arabisk som *ruju*. Dog leser vi i flere ahadith at hans komme i ’de siste dagene’ er oppgitt som *nuzul* i stedet for ordet *ruju*!

Det kan brukes eksempler fra utallige språk for å støtte språkregelen at å komme tilbake til der man opprinnelig begynte reisen fra kalles *ruju*. Et eksempel som jeg skal legge fram her er hentet fra islamsk litteratur. I følgende utsagn til Hadrat Omar[ra] er det brukt ordet *ruju* for tilbakekomme, og ikke *nuzul*. I dette utsagnet sier han ikke at den hellige Profeten[saw] skal komme etter å ha møtt sin Mester slik Hadrat Mosa[as] (Moses) gjorde. Det han i stedet sier er at Profeten[saw] skal returnere slik Hadrat Mosa[as] gjorde:

«Noen hyklere sier at den hellige Profeten[saw] er død. Visselig er han ikke død men har gått til hans Mester slik Imrans sønn Mosa[as] gjorde, og han ble borte fra hans folk i 40 dager. Så vendte

sann erklæring og vi kan i dag uten tvil bevitne at den Utlovede Sønnen oppfylte åpenbaringens spådom.

Hvis vi ser på følgende setning i åpenbaringen: «Med guddommelig velsignelse vil han kurere mange sykdommer» i sammenheng med blant annet organisasjonene som Lajna Imaillah, Waqf-e-Jadid og Tehreek-e-Jadid og deres arbeid, vil dere forstå at åpenbaringen har blitt oppfylt.

Gjennom Lajna Imaillah - menighetens kvinneorganisasjon - får jenter og kvinner religiøs veiledning og hjelp slik at de lærer seg å beskytte seg selv og sine fødte og ufødte barn fra umoralske sykdommer. De får økt og styrket sin kunnskap om religion og kan formidle det videre til sine barn. Gjennom Waqf-e-Jadid har menigheten startet utdanningssentre for religiøs og verdslig utdanning, og helseklinikker i landsbyer og bygd hvor disse fasilitetene ikke eksisterte. Fattige mennesker får både åndelig behandling fra utdanningssentre og fysisk behandling i helseklinikkene. Prosjektet Tehrik-e-Jadid trykker religiøs litteratur, står for oversettelser av Koranen til utallige språk, etablering av misjonshus og bygging av moskeer rundt omkring i verden og kan vi kan i dag bevitne at budskapet når alle verdens hjørner.

Det kan virke som en stor og omfattende oppgave å beskrive hvordan den Utlovede Sønnen oppfylte åpenbaringen i form av sitt vesen og sine handlinger.

Med min tolkning av et historisk perspektiv og hendelse, har jeg gjort et forsøk på å beskrive hvordan jeg oppfatter oppfyllelsen av åpenbaringene til den utlovede Messias (fred være med ham) i form av den fullkomne skikkelsen til Musleh Maud.

Måtte Allah veilede og hjelpe oss til å forstå hvilken velsignelse dette kalifatet er for vår menighet. Amen.

Kilde: *Swanhe Musle Maud*[ra] av Amtul Quddos.

Den Utlovede Messias' komme omtalt i Sikhism

En tid skal komme i senere alder når folk skal slutte å handle etter sine skrifter og hverken faste eller utføre bønner, Jogier, Sanyansier, Barhamcharver og Brahminer vil bli stemplet som Guru. Deretter en perfekt lærer skal knuse dem alle. Slik er dekret fra himmelen, som skal visselig finne sted.

Janam Sakhi s. 527

Ahmadiyya, Pakistan. Datert: 11. januar 2012

Åpenbaring om Hadrat Musleh Maud

Den andre Kalifen[ra]

Av Roshanda Chaudhry

Den 12 januar 1886 mottok den utlovede Messias[as] en åpenbaring. Denne åpenbaringen handlet om hans eldste sønn, Hadrat Mirza Bashir-ud-Din Mehmood Ahmed (måtte Allahs være tilfreds med ham), også kalt Musleh Maud. Dette var Ahmadiyya muslimenes andre kalif. Han ble født i året 1889.

Et kort utdrag fra åpenbaringen er som følgende:

> *"Det er en velsignelse ved ham og den vil åpenbares sammen med ham. Han vil besitte en storhet og rikdom. Han vil komme til verden og med sine åndelige egenskaper. Med guddommelig velsignelse vil han kurere mange sykdommer. Allah har sendt ham med sin integritet og guddommelig velsignelse. Han vil være intellektuell og klok, barmhjertig og vil ha evne til å se det åpenbare og det skjulte. Allahs velsignelse vil være med ham. Han vil vokse raskt og vil være en hjelper for de i nød. Han vil oppnå anerkjennelse i alle verdens hjørner og folk vil nyte av hans velsignelser."*

I 1914 ble Mirza Bashir-ud-din Mehmood Ahmed[ra] valgt som menighetens andre kalif. Dette kalifatet strekker seg over 52 år. Hvis vi legger til side hans utrettelige innsats og deltakelse i verdenssamfunnet på vegne av Islam og muslimer og kun ser på menighetens utvikling i hans kalifat, ser vi at han startet en grunnleggende og revolusjonerende epoke for menigheten i form av flere prosjekter og organisasjoner.

Noen av de viktigste er som følgende:
1920: Grunnlegger Tabligh-senter i Amerika
1922: Grunnlegger kvinneorganisasjonen, Lajna Imaillah
1928: Grunnlegger Jamia Ahmadiyya
1934: Grunnlegger Tehrik-e-Jadid
1938: Grunnlegger Khuddam-ul-Ahmadiyya
1956: Tabligi senter i Skande nevia
1958: Grunnlegger Waqf-e-Jadid

I året 1944 ved Allahs velsignelse erklærte Hadrat Musleh Maud[ra] at han er den Utlovede Sønnen som den utlovede Messias[as] mottok en åpenbaring om den 12. januar 1886. Dette er uten tvil en

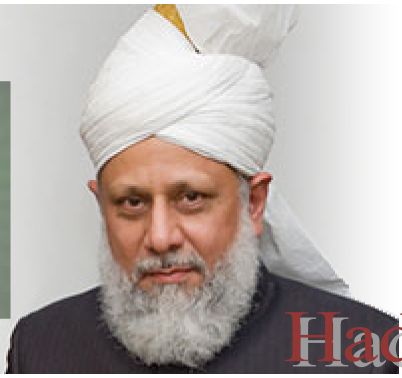

Fredagspreken av Hadrat Amir ul mo'minin

Hudoor[aba] resiterte vers 93 av Surah Al-e-’Imran, som oversettes som følger:

«Dere vil ikke nå den (fullkomne) rettferdighet før dere gir bort av det dere elsker, og hva dere enn gir ut, så er Allah visselig vitende om det.»

Hudoor[aba] sa: En sann troende prøver alltid å gjøre gode handlinger som skjenker ham nærhet til Gud. Disiplene til den ærverdige Profeten[saw] ivret alltid etter å ofre sin rikdom og sine liv for å bevise sin kjærlighet og hengivenhet til Gud. De pleide å gi ut for Allahs sak både åpenlyst og i det skjulte. Som et resultat av dette ble de velsignet rikelig av Allah. Deres liv er et vitnesbyrd om at de fikk hva de kjempet for og at Gud hadde velbehag med dem. Deres hellige eksempel er en ledestjerne for oss som vi alltid bør følge.

Hudoor[aba] sa: I denne tidsalder har Allah sendt den utlovede Messias[as] for å reformere menneskeheten og bringe den nærmere Gud. Ahmadiyya Muslim Jama’ats historie viser oss at tusenvis av mennesker ble under den utlovede Messias[as] oppsyn klare til å ofre alt for Gud. Hudoor[aba] nevnte flere eksempler på ekstraordinære økonomiske ofringer gjort av disiplene til den utlovede Messias[as]. Hudoor[aba] sa: Slike ting er ikke begrenset til historiens bøker, for disse ofringene blir gjort også i dag. Ahmadier setter sin tro over sine verdslige behov og ønsker å ofre alt for sin tro. Slik hengivenhet blir bevitnet i alle deler av verden. Folk i Asia, Amerika, Europa og Afrika gjør sitt beste for å leve i overensstemmelse med den utlovede Messias[as]’ lære. Så lenge vi fortsetter praksisen med å gi vår tro forrang over alt annet, vil fienden ikke engang kunne røre oss.

Hudoor[aba] nevnte noen trostyrkende eksempler på økonomiske ofringer som gjøres av gamle og nye Ahmadier. Hudoor[aba] kunngjorde begynnelsen av det 55. år av Waqf-e-Jadid og nevnte noen tall fra året før. Ved Allahs nåde ble bidrag på totalt 4 693 000 pund gitt til Waqf-e-Jadid. Pakistan bidro mest, etterfulgt av henholdsvis USA og Storbritannia. Ghana kom på førsteplass blant de afrikanske landene, etterfulgt av Nigeria og Mauritius. Antallet på de som bidro i Chanda Waqf-e-Jadid økte med 90 000 siste år.

Hudoor[aba] informerte Jama’aten om den triste bortgangen til en erfaren dikter i Jama’aten, Abdul Manan Naheed Sahib. Hudoor[aba] ledet hans *Namaz Janazah Gha’ib* [begravelsessbønn in absentia] etter fredagsbønnen.

Kilde: Brev fra Ch. Hameedullah sahib, Wakil A`la Tehrik-e-Jadid Jadid Anjuman

Så, velsignet være den som har tro på Guds og ikke behøver å frykte for de mellomliggende prøvelser. Husk at betydningen av prøvelser som kommer er at Allah dermed kan skjelne mellom hvem av dere som er sanne i sin Bai'at og hvem av dere som er falske. Den som snubler ved hvilken som helst prøvelse vil ikke skade Gud det minste, og hans onde skjebne vil til sist lede ham til helvete. Gid han aldri var blitt født. De som forblir trofaste til slutten, hvor mye de enn har blitt stilt ovenfor store ulykker og har gått gjennom perioder med stor rystelse og frykt, de som har vært utsatt for hån og har blitt utledd av folkeslag, og som verden vil behandle med ytterste forakt, det er de som vil reise seg seirende til slutt, og velsignelsens porter vil bli slått opp for å ønske dem velkommen.

Slik har Gud rettledet meg og Han talte til meg at jeg skulle gjøre det klart for mine tilhengere at slike blant mennesker som har trodd og deres tro ikke har noe spor av jordiske motiver og heller ikke er skjemmet av feighet eller løgn, deres er en tro som aldri feiler i å adlyde kravene til lydighet på noe nivå. Slik er mennesker avholdt av Gud. Det er om dem at Gud erklærer at de gikk sannhetens vei. (Rohani Khazain bind 20 s. 309; Al Wassiyat s. 11).

Så være alltid varsomme så dere ikke snubler. Jorden kan ikke gjøre dere noe vondt så lenge dere har faste bånd med Himmelen... Om dere skulle tape all ære på denne jorden, vil Gud skjenke dere en evig ære i Himmelen. Så forlat Ham ikke... Om dere ønsker at selv englene skal lovprise dere i himmelen så lid på Allahs vei med tålmodighet og vær glade, hør skjellsord og forbli takknemlige, ikke bryt deres bånd (med Gud) trass frustrasjon. Dere er de siste mennesker oppdratt av Gud, så gjør slike fromme gjerninger som når de høyeste høyder av godhet (Rohani Khazain bind 19 s. 17; Kashti Nuh s. 15)

I HANS EGNE ORD

Malfoozat den utlovede messias[as]

JEG KOM KUN FOR Å SÅ ET FRØ. DET FRØET HAR BLITT SÅDD AV MIN HÅND. DET VIL NÅ VOKSE OG BLOMSTRE OG INGEN TØR HINDRE DETS VEKST.

Tazkiratus shahadatein, Rohani khaza'in bind 20

Mine venner som har inngått en pakt med meg, måtte Gud gjøre meg og dere i stand til å gjøre slike ting som ville behage Ham. I dag er dere få i tallet og blir behandlet med forakt. Dere gjennomgår en periode med store prøvelser... Dere vil bli herset med på alle mulige måter. Hver og en av dem som vil bringe dere sorger med sin tunge eller sin hånd vil gjøre det i den tro at han gjør det i Islams tjeneste. Så vil dere blir prøvet fra Himmelen slik at dere blir prøvet på alle mulige måter. Hør derfor at dere ligger i veien til seier ikke i retning av den rene fornuft som dere måtte ha, eller at dere skal gjengjelde hån, med

hån eller at dere skulle ta igjen for mishandling med mishandling. Hvis dere tar en slik kurs, vil deres hjerter hardne og dere vil bli tilbake kun med ord som Gud den Allmektige avskyr og ser på med motvilje. Så oppfør dere ikke på en slik måte at dere blir utsatt for to forbannelser - menneskenes forbannelse og Guds forbannelse (Rohani khazain s. 546-548: Ezala-e-Auham s. 446)

Tenk aldri et øyelikk på at Gud vil la deg gå til spille; du er sannelig et frø plantet med Guds hånd. Således erklærer Gud, vil dette frø spire og gro og vil forgrene seg ut i alle retninger og vil bli et mektig tre.

HADITH

Utsagn av den hellige Profeten

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
قَالَ اللّٰهُ یَابْنَ اٰدَمَ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ............

Abu Huraira forteller at den hellige Profeten[saw] sa at "Allah den Allmektige sier: Bruk med et stort hjerte, Allah vil bruke på dere."(Sahih Muslim Kitabu Zakat)

مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ
اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ
اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا.

"Det stiger ned to engler hver morgen. En av dem sier: Allah! gjengjeld (godt) han som bruker; og den andre sier: Allah! tilintetgjør eiendommen til den som er tilbakeholdende." (Sahih Bukhari Kitabu Zakat)

مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کُتِبَ لَهٗ سَبْعُمِائَةِ ضِعْفٍ.

"Enhver som bruker noe i Allahs sak, blir belønnet 700 ganger mer." (Tirmidhi Babu fadlul nafaqatu Fi Sabilillah)

Den hellige Koranen

Sura Al-Baqarah

Vers266, 275

Men de som gir sin eiendom ut for å søke Allahs velbehag og styrking av sine sjeler, likner en hage på opphøyet grunn. Styrtregnet rammer den, og den gir sine frukter to ganger. Og om styrtregnet ikke rammer den, så er lett regn tilstrekkelig. Og Allah ser hva dere gjør.

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ
كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ
أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ج فَإِن لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ
فَطَلٌّ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ٢٦٦

De som gir ut av sin eiendom ved natt og dag, hemmelig og offentlig, har deres lønn hos deres Herre, og over dem skal det ikke komme frykt, og de skal ikke sørge.

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ
رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُونَ ٢٧٥

Zainab

I Allahs navn den mest Nåderike, den evig Barmhjertige

Innhold

Utdrag fra den hellige Koranen ... 2

Hadith ... 3

Malfoozat ... 4

Sammendrag av Fredagspreken ... 6

Åpenbaring om Hadrat Musleh Maud ...7

Advent -Messias' komme ... 9

Tiden var kommet ... 11

Økonomiskofring ... 13

Tehrik-e-Jadid ... 16

Tehrik-e-Jadid og Waqf-e-Jadid ... 20

Helsespalte ... 24

Spørsmål og svar sesjon ... 25

Barnesider ... 29

Kontaktinformasjon:

Adresse: Bait-un-Nasr moske, Søren Bulls vei 1, 1051 Oslo
Tlf: 22325859 **Fax:** 22437817
E-mail: zainab_ishaat @yahoo.com

Nasjonal Amir: Chaudhry Zahoor Ahmad
Leder Lajna Imaillah: Syeda Bushra Khalid
Redaktør urdu del: Mansoora Naseer
Redaktør norsk del: Mehrin Hayat og Andleeb Anwar

Lajna Imaillah Norge

Zainab

Januar Februar Mars 2017